U63935 1-12-09

Title – Kutb Khana Iskandariya.

Creator – Shibli Nemani

Publisher – Matba Mufeed Aam (Agra).

Date – 1894

Pages – 76

Subjects – Kutb Khana – Iskandariya.

M. Mohsin's property

2493/7

مضمون

کتب خانہ اسکندریہ

پر

جسمین اصول روایت و درایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہی کہ کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہی محض غلط ہی — اس مضمون مین علاوہ انگریزی مورخون کے جرمن و فرانس کے مشہور اور مستند مصنفون کے اقوال سے استناد کیا گیا ہی اور جن وجوہ سے اب تک ممالک یورپ مین یہ غلطی چلی آتی تھی اونکی حقیقت علانیہ ظاہر کر دی گئی ہی —

122/28

مرتبہ

شبلی نعمانی

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام منشی قادر علیخان صوفی

سنہ ۱۸۹۲ عیسوی

یورپ کی علمی اور تمدنی ترقی کی ابتدا اسی زمانہ سے ہوئی۔

زمانہ مین یورپ مین مسلمانون کے متعلق عجیب عجیب روایتین پیدا ہوگئین اور واقعات
لحاظ سے ایسا ہونا ضرور تھا۔ اس زمانہ مین مسلمانون کے مذہب۔ قومیت
تمدن۔ کے متعلق یورپ مین جو غلط اور بیسر و پا روایتین پیدا ہوئین وہ رفتہ رفتہ
ن صول[illegible] پکڑ گئین کہ ضرب المثل کے طور پر عام و خاص کی زبانون پر جاری ہوگئین
ہ جلا[illegible] یف و تالیف کا زمانہ شروع ہوا۔ تو تاریخون۔ حکایتون۔ ناولون۔ بلکہ فلسفہ
ہ انگریز[illegible] ین بھی کثرت سے اونکا استعمال ہونے لگا۔ راجر بیکن جو یورپ مین فلسفہ حال کا
[illegible] جاتا ہی اوسنے مضامین کا ایک مجموعہ لکھا ہی جسکا نام Bacon's Essays
مون مین جرأت اور دلیری کی مثال مین لکھتا ہی کہ محمد ایک دن لوگون کو اپنی نبوت کا
کیون [illegible] تھے۔ چنانچہ حاضرین سے کہا کہ اوس پہاڑ کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو کہ تجھکو محمد صلعم نے
بلایا ہی۔ لوگ گئے اور یہہ پیغام سُنایا۔ لیکن پہاڑ اپنی جگہہ سے کیونکر حرکت کرسکتا
صلعم نے یہ دیکھکر بجاے اسکے کہ شرمندہ ہوتے نہایت اطمینان اور جرأت سے کہا
[illegible] انہین۔ اگر پہاڑ محمد کے پاس نہین آتا تو محمد صلعم خود پہاڑ کے پاس جاسکتا ہی۔
بہت بڑا مورخ نہ تھا اور نہ اپنے خیال مین یہہ واقعہ اوسنے آنحضرت کی تحقیر کی غرض
[illegible] سکتا ہی۔ بلکہ جرأت اور حوصلہ مندی کی تعریف کرتے کرتے یہہ مثال پیش کی ہی۔ لیکن
[illegible] زمانہ مین اس قسم کی روایتین یورپ کی آب و ہوا مین سرایت کرگئی تھین اس لیے
ن سب سے بے تکلف اصول موضوعہ کے طور پر اونکو استعمال کرتے تھے اور صحیح سمجھتے تھے

سو ڈیڑہ سو برس سے یورپ زیادہ تحقیقات پر مائل ہوا ہی اور اس قسم کی
غلطی روز بروز کہلتی جاتی ہی یہان تک کہ یورپ کے نامور مورخ ان واقعونکی نسبت
کرتے جاتے ہین کہ وہ یورپ کیلیئے شرم کی باعث ہین مسٹر کارلایل اپنی کتاب
وھی ہیروز مین لکھتے ہین کہ جو جہوٹ باتین دوراندیش اور مذہبی سرگرمی رکہنے
آدمیون نے اوس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تہین اب وہ الزام
روسیاہی کے باعث ہین" کارلایل صاحب نے یہہ لکچر چونکہ خاص رسول اللہ کی
نسبت لکہا ہی اسلیے رسول اللہ کی تخصیص کی ورنہ یورپ مین اس قسم کی جہوٹی
عام طور پر اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق شایع تہین موجودہ تحقیقات سے
غلطیون کو کم کردیا ہی لیکن بالکل مٹا نہین دیا ہی کیونکہ جو واقعات اس وسعت
قوم مین پہیل گئے تہے اونکی تحقیق پر مائل ہونا صرف اون لوگون کا کام ہی جنکی
عام اجماع اور جمہوریت کا بوجہہ دبا نہین سکتا ہی وقلیل ما ہم۔
اسکے علاوہ ایک خاص سبب یہہ ہی کہ ہر قوم مین محققین کا دایرہ جمہوریت
ہوتا ہی اور اگرچہ اعتبار کے قابل صرف وہ واقعات ہوتے ہین جنکو محققین
و تحقیق کے بعد تسلیم کیا ہو لیکن اونکی تحقیقات ایک خاص دایرہ تک محدود
عام لوگون مین اور عام تصنیفات مین اون کو رواج نہین ہوتا یورپ مین جو نامور
اکثر اون بیہودہ روایتون کو غلط تسلیم کرتے جاتے ہین جو اسلامی واقعات
وہان پیدا ہو گئی تہین چنانچہ گبن کارلایل گاڈفری ہگنز باسورتہ

ہو۔ وغیرہ نے عموماً ان واقعات سے صاف انکار کیا ہی۔ لیکن عام تصنیفات
میں روایتون مین ان غلطیون کا زور اب بہی کم نہین ہوا۔
اسی قسم کے واقعات مین اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلائے جانیکا واقعہ بہی ہی
اس واقعہ کو یورپ نے جس بلند آہنگی سے مشہور کیا ہی حقیقت مین وہ نہایت تعجب انگیز
تاریخین۔ ناولین۔ حکایتین۔ مثلین۔ افسانے۔ قصہ طلب جولے روزمرہ کے
مین صوال ایسے۔ ایک لٹریچر بہی اس صدا سے خالی نہین۔ آدب اور لٹریچر کا تو کیا ذکر ہی منطق
جلا ایک نقہ بہی اوسکے اثر سے محروم نہ رہے۔ سال کلکتہ یونیورسٹی کے سوالات امتحان
انگریزی (اسے پرچہ علم منطق) مین یہ سوال تھا۔ ذیل کے مغالطہ کو حل کرو یعنی کتابین اگر قرآن
سے موافق ہین تو اونکی کوئی ضرورت نہین اور مخالف ہین تو اونکو برباد کر دینا چاہیئے۔

یعنی سنہ ۱۸۸۲ع

یہہ امر بہی قابل لحاظ ہی کہ یورپ کو کتب خانہ اسکندریہ کے ساتھہ اسقدر ہمدردی
کیون ہی؟ یہہ مسلم ہی کہ جس کتب خانہ کی نسبت بحث ہی عیسائیون سے اوسکو کچہہ واسطہ
نہین۔ کچہہ بادشاہان مصر نے قائم کیا تہا جو بت پرست تہے اور حضرت عیسیٰ سے
بہت پہلے تہے۔ شاید یہہ کہا جائے کہ یہہ یورپ کی عام قدردانی اور ہمدردی کا
اثر ہی۔ لیکن اس حالت مین اسکندریہ کی تخصیص کیوں کی۔ انہی ممالک مین اور بہی
بہت بڑے بڑے کتب خانے برباد ہوے اوپر [illegible] غل کہان ہوا
اسکندر نے ایران کے کتب خانے جو برباد کیئے اونکی تشہیر کسنے کی؟۔ اسپین مین
فاصو عیسائیون نے مسلمانون کی تمام علمی یادگارون کو مٹا دیا اور کئی لاکہہ کتابین

برباد کردین؟ کسنے اسکا ماتم کیا؟ - پهر کتب خانهٔ اسکندریه کے ساتهه یهه خاص ا

کیون ہی؟ -

حقیقت یهه ہی (جیساکه ہم آگے چلکر ثابت کرینگے) که اس کتب خانے کو
عیسائیون نے برباد کیا تها اور بڑے بڑے پیشوایان مذہب اوسکی بربادی مین
تهے - اوس وقت تو یهه امر فخر کا باعث تها لیکن جب کسی قدر تهذیب و شایستگی
آیا تو یورپ نے دیکها که اوسکے دامن پر یهه بهت بڑا بدنما داغ ہی اوسکے مٹانے کا
سوائے اور کوئی تدبیر نه تهی که یهه الزام کسی دوسری قوم کے سر منڈها جاوے مسلمانون
جب مصر و اسکندریه فتح کیا تو کتب خانهٔ مذکور کا وہان نام و نشان نهتها متعصب عیسائی
اس گمشدگی کو فاتحان اسلام کیطرف منسوب کردیا اور چونکه اوس زمانے مین تمام یورپ
تعصب سے لبریز تها اور کسی قسم کی علمی ترقی کا اثر نه تها اس لیئے کسی نے غور و تحقیق
کی پروا نه کی اور نهایت تیزی سے یهه روایت تمام یورپ مین پهیل گئی - یورپ نے
اس ہمدردی سے اس واقعه کا ماتم کیا که گویا وه اونهی کا خاص کتب خانه تها - چنانچه
آج تک یهی خیال ہی - اس عام شهرت نے یهه بڑا فائده دیا که عیسائیون کیطرف اس الزام
کے منسوب کرنیکا کسی کو خیال بهی نه آیا - کیونکه ظاہرا یهه ایک بدیہی بات ہی که کوئی
اپنا سرمایه آپ نہین برباد کرسکتی -

اب اس فرضی واقعے کو جسکی صدا سے کسی زمانے مین تمام یورپ گونج رہا تها تحقیق
کرو که اسکی اصل کیا ہی - افسوس کچهه بهی نہین!!! لیکن یہان ایک سوال خود بخود پیدا

ہوتا ہی کہ ایک فرضی واقعہ کا اتنی مدت تک تمام ممالک یورپ مین اس طرح مشہور و مسلم رہنا کیونکر ممکن ہی؟ - یہ سوال بظاہر مشکل ہی لیکن اوسکا جواب بہت آسان ہی یورپ کے عہد ظلمت تک تواس شہرت پر کچہہ تعجب نہین اوس وقت ایسی اور بہی سیکڑون بیہودہ روایتین شائع تہین اور عموماً تسلیم کیجاتی تہین جیسا کہ ہم اس مضمون کے شروع مین لکھہ آئے ہین - تہذیب و ترقی کے زمانے سے اسپر بحثین شروع ہوئین اور بڑے بڑے نامور مصنفین نے اسکی صحت سے انکار کیا - البتہ یہ تعجب ہی کہ اب بہی کچہہ لوگ اسکی صحت کے قائل ہین حالانکہ اوسکے بطلان کا قطعی فیصلہ ہوجانا چاہیئے تہا -

لیکن اسکی دو وجہین ہین اول تو یہ کہ تہذیب و ترقی کے زمانے مین بہی جاہلیت کے آثار بالکل فنا نہین ہوجاتے اور نہ ایسا ہونا ممکن ہی - دوسری بڑی وجہ یہ ہی کہ تاریخی واقعات کے متعلق یورپ کا جو طرز بحث ہی وہ (اکثر) کسی پہلو کا قطعی فیصلہ نہین ہونے دیتا - اصل روایت کو چہوڑ کر درایت و قیاسات پر بحثین شروع ہوجاتی ہین اور بہت سی فروعی باتین بحث طلب قرار پاجاتی ہین - رفتہ رفتہ ایک بڑا سلسلہ تیار ہوجاتا ہی اور اصل بحث تخیر منفصل رہ جاتی ہی - اس مسئلہ مین بہی ایسا ہوا چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہی -

یورپ مین ایک مدت سے یہ مسئلہ زیر بحث ہی اور اکثر مصنفون نے اوسکے متعلق مستقل مضامین لکھے مسلمانون کے متعلق جو عام تاریخین لکھی گئی ہین اون مین

اومنین بہی اکثر اسکا ذکر آجاتا ہی اور مصنفین اس روایت کی نقل کرنیکے بعد اپنی خاص رائے (موافق یا مخالف) بیان کرتے ہین۔ اس قسم کی جسقدر تحریرین ہماری نظر سے گذرین اجمالاً اونکا ذکر کرنا مناسب ہوگا کیونکہ ہمارے مضمون مین اکثر جابجا اونکے حوالے آئینگے۔ اسی لحاظ سے ہم ان کتابون کے مقامات بقید صفحات و اڈیشن لکھتے ہین۔

سب سے پہلے مسٹر گبن نے جو ۱۷۹۴ء مین فوت ہوا اس واقعے سے انکار کیا اور اپنی تاریخ رومن امپائر حصہ مسلمانان فتح اسکندریہ کے بیان مین اسکے متعلق مختصر مگر محققانہ ریمارک کیا۔

پروفیسر وائٹ نے اسکے ثبوت مین ایک مفصل آرٹکل لکھا۔ (دیکھو)

Aegyptiaca or Observation on certain antiquities of Egypt by J. White D.D. Professor of Arabic in the University of Oxford 1801

Successors of Mohamad by Washington Irving Page 113 Printed by Bell & Sons London. واشنگٹن اروِنگ

(The Saracens Second Edition Page 254 Story of nation Series edited 1889.) آرتھر گلمین ایم۔ اے

(History of Arabia, Ancient and Modern Vol. I Page 393 by Andrew Crichton.) مسٹر کریچٹن

History of the Conflict between religion and science 20th Edition London 1887 Page 104 & 103 By Draper L.L.D. Professor Newyark College America. ڈریپر

اسپکٹیٹر جو لنڈن کا مشہور اخبار ہی اوسمین متعدّد مباحثے اسکے متعلق شائع ہوے جنمین سے بعض موافق تھے اور بعض مخالف

(دیکھو اسپکٹیٹر پرچہاے ۲ جون ۱۸۸۹ء اور ۲۳ جون ۱۸۸۹ء)

برٹش انسایکلوپیڈیا ذکر اسکندریہ۔

میسو سیدیو نے جو فرانس کا مشہور عالم ہی اور جسنے اسلام کی نہایت جامع اور مفید تاریخ لکھی ہی اسپر مورخانہ نکتہ چینی کی (دیکھو Histoire Generale Des Arabes Par L. A Sedillot Tom I Paris 1877 P. 155

پروفیسر ڈساسی فرانس کے مشہور عربی دان نے اس واقعہ کے متعلق مفصل بحث لکھی (دیکھو پروفیسر ڈساسی Desacy کا ترجمہ و نوٹ کتاب عبداللطیف بغدادی مطبوعہ پیرس ۱۸۱۰ء صفحہ ۲۴۰۔

سب سے زیادہ جامع اور مفصل و آرٹکل ہی جو مسٹر کریل جرمنی نے اورینٹل کانفرنس مین پیش کیا۔ یورپ مین دس پندرہ برس سے ایک کانگریس قائم ہی جسکا مقصد یہہ ہی کہ ایشیا کی تاریخ کے متعلق نادر اور مفید تحقیقات بہم پہنچاوے۔ اس کانگریس کا چوتھا اجلاس ستمبر ۱۸۷۸ء مین بمقام فلارنس منعقد ہوا تہا۔ اوسکے ایک اجلاس مین مسٹر کریل نے جو جرمن کے مشہور عربی دان عالم ہین اس بحث پر جرمن زبان مین ایک رسالہ پیش کیا جو کانگریس کی رپورٹ کے ساتہہ شائع ہوا ہی۔ چنانچہ اوس رسالہ کا ترجمہ بعینہٖ اس مضمون کے اخیر مین ضمیمہ کے طور پر شامل ہی۔

اس مقام پر مجھہ کو یہہ بھی ظاہر کر دینا ضرور ہی کہ مسٹر کریل کے مضمون کا ترجمہ میری درخواست کے موافق میرے معزز دوست - نہین بلکہ میرے مخدوم شمس العلما مولانا سید علی بلگرامی جیالوجسٹ - بی - اے - بی ایل - انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن نے کیا ہی جو واقفیت السنہ مختلفہ کے لحاظ سے ہمارے زمانے کے فارابی و کندی ہین - فرنچ تصنیفات کے متعلق مجھہ کو مجبوراً کہنا پڑتا ہی کہ مین نے ٹوٹی پھوٹی فرنچ سیکھی ہی اور اسلیئے اوسنے متمتع ہونا میرے لیئے چندان دشوار نہ تھا۔

مقدم اور ضروری بحث

اس روایت کے متعلق سب سے مقدم اور ضروری بحث یہہ ہی کہ اوسکا اصلی مخرج یورپین تاریخین ہین یا عربی تاریخین؟ یہہ سوال اگرچہ نہایت ضروری اور سوال ہی لیکن بحث طلب نہین - کیونکہ مخالف و موافق دونون نے اس سوال کا یکسان جواب دیا ہی - یورپ کے عام مورخین موافق ہون یا مخالف اس سے انکار نہین کرتے کہ اونکے پاس اس روایت کا کوئی مخرج نہین ہی اور وہ اس مرحلہ مین صرف عربی تاریخون کے دست نگر ہین - لیکن اسبات کے ثابت کرنے سے پہلے ہم بتانا چاہتے ہین کہ یورپ مین یہہ قصہ کیونکر مشہور ہوا اور کس ذریعہ سے ؛

یورپ مین اول اول اس واقعہ کو ابوالفرج نے مشہور کیا۔

سب سے پہلے جسنے یورپ مین اس واقعہ کو مشہور کیا وہ ابوالفرج ہی - اسکی مختصر لائف یہہ ہی کہ وہ ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تھا - اور شہر ملیطن مین سنہ ۱۲۲۶ع مین پیدا ہوا - چونکہ اوسکا باپ ترک مذہب کرکے عیسائی ہو چکا تھا اسلیئے ابوالفرج نے شروع ہی سے عیسائی مذہب کی تعلیم پائی - اوسنے اپنے مذہبی علوم کے علاوہ عربی - سریانی زبان مین نہایت کمال پیدا کیا اور اپنی لیاقت کی وجہ سے اکیس ہی سال کی عمر مین گویا کا بشپ مقرر ہوا

ابو الفرج کی مختصر الدول

اور رفتہ رفتہ مافوق زبان کے درجہ تک ترقی کی جسکے بعد صرف بطریق بیٹر یارک کا رتبہ باقی رہجاتا ہی

ابو الفرج نے سُریانی زبان مین ایک نہایت بسیط تاریخ لکھی جسکا ماخذ سریانی - عربی - فارسی

اور یونانی کتابین تہین - اس بڑی کتاب کا اوسنے عربی زبان مین ایک خلاصہ لکھا جسکا نام

مختصر الدول ہی اور جسکو ڈاکٹر پوکاک پروفیسر اکسفورڈ کالج نے ۱۶۶۳ع مین لاٹن ترجمہ کے

ساتھ چھاپا - اس خلاصے کے مختلف نسخے ہین اور سب ناکامل ہین اور بعض واقعات اصل

سُریانی کتاب سے زائد ہین - یہہ امر مشتبہ ہی کہ یہہ زائد واقعات خود ابو الفرج نے بڑہائے یا

کسی اور نے الحاق کیئے -

یہی خلاصہ ہی جسمین سب سے اول اسکندریہ کے کتبخانے جلائے جانیکے واقعہ کا ذکر کیا گیا

ہی اور اسی کے لاٹن ترجمہ کے ذریعہ سے تمام یورپ مین یہ روایت پہنچی - مسٹر گبن اپنی تاریخ مین

لکھتے ہین کہ جب سے ابو الفرج کی تاریخ لیٹن مین ترجمہ ہو کر دنیا مین شائع ہوئی یہہ قصہ باربار

منقول ہوا ہی - واشنگٹن ارونگ وارتھر گلین ایم اے وسٹر کرچیٹن اور بہت سے یورپین

مصنفین نے صاف تصریح کی ہی کہ یورپ مین یہ روایت ابو الفرج کے ذریعہ سے پہونچی -

یہہ زمانہ یورپ کی نہایت تعصب اور جہالت کا زمانہ تہا اور اسلیئے وہان مسلمانون کے متعلق

تمام اس قسم کی روایتین صحیح ہون یا غلط فوراً قبول کرلیجاتی تہین جنسے مسلمانونکی نسبت

نفرت انگیز خیالات پیدا ہون - غرض یورپ کے ہر حصہ مین یہہ واقعہ مشہور ہوگیا اور رفتہ رفتہ

تیزی سے وہ یورپین لٹریچر کا عنصر بنگیا - اس واقعہ کو جس عبارت مین ابو الفرج نے لکھا ہی[۱]

---

[۱] دیکھو تاریخ مختصر الدول مصنفہ ابو الفرج مطبوعہ لندن ۱۶۶۳ع صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ -

اوسکا لفظی ترجمہ یہہ ہی۔

"اوس زمانہ مین عربون مین یحیی نحوی جو ہماری زبان مین غرماطیقوس کے لقب سے ملقب ہی مشہور ہوا۔ وہ اسکندریہ کا رہنے والا تہا اور یعقوبی عیسائیون کا عقیدہ رکہتا تہا اور ساوری کے عقیدہ کی تائید کرتا تہا۔ پہر عیسائیون کے عقیدہ تثلیث سے منکر ہوا۔ اسپر مصر مین تمام پادری جمع ہوئے اور اوس سے درخواست کی کہ اس عقیدہ سے باز آئے اوسنے نہ مانا۔ اسپر پادریون نے اوسکا رتبہ گہٹا دیا۔ وہ بہت دنون تک زندہ رہا۔ یہانتک کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کیا۔ وہ عمرو کے پاس حاضر ہوا عمرو اوسکی لیاقت سے واقف ہوچکا تہا اسلیئے اوسنے اوسکی بہت عزت کی اور اوس سے وہ فلسفیانہ بحثین سنین جس سے اہل عرب کبہی آشنا نہ تہے۔ عمرو کے دل پر اون بحثون نے بہت اثر کیا اور وہ اوسپر فریفتہ ہوگیا۔ عمرو عاقل۔ خوش فہم۔ صحیح الفکر شخص تہا اسلیئے اوسنے یحیی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرتا تہا۔

ابوالفرج کی اصل عبارت کا ترجمہ

ایک دن یحیی نے عمرو سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام قسم کی چیزون پر آپ قابض ہین سو جو چیزین کہ آپکے کام کی ہین مین اونسے تعرض کرنا نہین چاہتا لیکن جو چیزین آپکے کام کی نہین اوسکے تو ہمین لوگ زیادہ مستحق ہین۔ عمرو نے کہا تمکو کیا درکار ہی۔ یحیی نے کہا فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی کتب خانون مین ہین۔ عمرو نے کہا اس امر کی نسبت مین امیر المومنین عمر بن الخطاب کی اجازت کے بغیر کوئی حکم نہین دیسکتا۔ عمرو نے یحیی کی درخواست کی اطلاع عمر بن الخطاب کو دی۔ وہان سے جواب آیا کہ جن کتابون کا تمنے ذکر کیا ہی اگر وہ خدا کی کتاب کے موافق ہین تو خدا کی کتاب کے ہوتے اونکی کوئی ضرورت نہین اور اگر اونکے مضامین۔ خدا کی کتاب کے مخالف ہین تو تم اونکو برباد کرنا شروع کرو"۔ عمرو بن العاص نے اون کتابونکو

اسکندریہ کے حماموں میں تقسیم کرنا اور اونکو جلوانا شروع کیا۔ پس وہ چھہ مہینے کی مدت میں جلکر تمام ہوئیں۔ سو جو کچھہ ہوا اوسکو سنو اور تعجب کرو۔"

یہہ واقعہ اسی طرح برابر تسلیم ہوتا آتا تھا اور کسیکو اوسکی نسبت تحقیق و تفتیش کا خیال تک نہ آیا۔ سب سے پہلے مشہور مؤرخ گبن نے جو تاریخ کے طرز خاص کا بانی ہے۔ اس واقعہ کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھا اور لکھا کہ "مین اس واقعہ کی اصلیت اور اوسکے نتائج دونوں کے انکار کیطرف مائل ہون" گبن نے اپنے انکار کی مختلف وجہین قائم کین جنمین سے ایک یہہ ہے کہ ابو الفرج واقعہ مبحوث فیہ سے کے پانسو برس بعد پیدا ہوا اور اوسکے سوا کسی اور مورخ حتّٰی کہ خود عیسائی موؤرخوں نے اس واقعہ کا کہین ذکر نہین کیا۔ اسلیئے ابو الفرج کی شہادت کیونکر معتبر ہوسکتی ہے گبن کے اس انکار کے بعد یورپ خواب غفلت سے چونکا اور متعدد علما اوسکی تحقیق مین مصروف ہوئے۔ اگرچہ گبن کے بعد اس واقعہ کے متعلق دو فریق موافق و مخالف قائم ہوگئے لیکن چونکہ اسقدر عموماً مسلم تہا کہ پہلی صدی ہجری مین اسلام کے متعلق یورپ مین کوئی تصنیف نہین لکہی گئی اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ اور خلفائے ابتدائی کے حالات مین آج تک یورپ مین جسقدر تاریخین لکہی گئین یا لکہی جارہی ہین عموماً اسلامی تصنیفات سے ماخوذ ہین۔ اسلیئے خود اوس فریق کو بہی جو اس واقعہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے عربی ہی تاریخونکی طرف رجوع کرنا پڑا۔ مسٹر کریڈٹن جنہوں نے گبن کے انکار پر نہایت غصہ ظاہر کیا اپنی کتاب تاریخ اسلام مین لکہتے ہین۔ "اگرچہ یہہ واقعہ صرف اوس اجنبی شخص (ابو الفرج) کے بیان پر جسنے چھہ سو برس کے بعد اس واقعہ کو تحریر کیا مبنی ہوتا تو ہمکو آرمینیا کے مورخ (ابو الفرج)

سب سے پہلے گبن نے اس واقعہ سے انکار کیا۔

اہل یورپ اس واقعہ کی روایت کو صرف عربی تاریخوں سے ثابت کرتے ہین۔

کے بیان کے تسلیم کرنے مین تامل ہوتا لیکن یہہ واقعہ صرف اوسکی سند پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے مصر کی تاریخ قدیم پر تصنیفات لکھی ہین اس واقعہ کو بیان کیا ہی مسٹر گریل نے نہایت انصاف کے ساتھہ علانیہ اسکا اعتراف کیا ہی وہ لکھتے ہین کہ جہانتک مجھے یاد ہی یہہ واقعہ پہلے پہل عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا مذکور ہوا ہی"۔

اس امر کے طی ہو جانیکے بعد کہ اس قصہ کا ماخذ جو کچھہ ہی صرف عربی تاریخین ہین ہمکو اس بحث کا فیصل کرنا نہایت آسان ہی کیونکہ عرب کی تصنیفات سے واقف ہو جانیکا استحقاق یورپ کی بہ نسبت ہمکو زیادہ ہی و صاحب البیت ادری بما فیھا گھر کا حال گھر کا آدمی خوب جانتا ہی۔

یورپین مصنفین جنہون نے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی سند مین عبد اللطیف بغدادی مقریزی۔ حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی اور کہا ہی کہ یہہ مورخین نہایت معتبر ہین اور انکی شہادت سے انکار نہین کیا جا سکتا۔ مین نے جہان تک دیکھا اور پڑھا یورپ نے ہمیشہ انہی مورخین کا نام لیا ہی۔ ایک ناواقف انگریز نے ابن خلدون کا بھی حوالہ دیا ہی اور جھوٹ سے شرم نہ کر کے لکھا ہی کہ ابن خلدون نے حضرت عمر کے حالات مین یہہ روایت بیان کی ہی"۔ لیکن ابن خلدون کی تاریخ ایک عام اور مشہور کتاب ہی حضرت عمر کی تمام تاریخ مین اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی مذکور نہین غرض ابن خلدون کے علیحدہ کرنیکے بعد صرف تین مذکورہ بالا مصنفین پر اس روایت کا مدار رہ جاتا ہی۔ اب ہم مورخانہ اصول سے اس روایت کی تحقیق پر متوجہ ہوتے ہین جسکے ذیل مین ہم یہہ بھی دکھائینگے کہ یورپین مورخین نے ان مصنفون سے استناد کرنے مین

کسقدر تدلیس اور فریب سے کام لیا ہے۔

واقعات تاریخی کے ثابت کرنیکے دو طریقے ہین - روایت - درایت - **روایت** سے یہہ مطلب ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے اوسکی سند اوس شخص تک پہونچائی جائے جو خود اوس واقعہ مین موجود رہا ہو - عرب کی تمام مستند تاریخین اسی اصول پر لکھی گئی ہین اور یہی وجہ ہے کہ اون مین اَخۡبَرَنا وَحَدَّثَنا کے ذریعہ سے سند کا تمام سلسلہ مذکور کیا جاتا ہے اور اون تمام راویون کا نام لیا جاتا ہے جنکے ذریعہ سے واقعہ کی سند اوس شخص تک پہونچتی ہے جو خود اوس واقعہ مین شریک تھا - چوتھی صدی تک اسلامی تاریخون کا یہی طرز رہا اور گو زمانہ مابعد مین اوسکا رواج کم ہو چلا لیکن گذشتہ تین صدیون کے واقعات مین اب تک اسکا لحاظ ہے یعنی اوس زمانہ کے اونہی واقعات کا اعتبار کیا جاتا ہے جو سلسلۂ سند کے ساتھہ ثابت ہون -

درایت سے یہہ غرض ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے اوسپر اس لحاظ سے غور کیجایئے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضا - زمانہ کی خصوصیتون منسوب الیہ کے حالات - اور اس قسم کے اور قرائن کے ساتھہ مطابقت کہتا ہے یا نہین ؟ - اگر وہ واقعہ اس معیار پر پورا نہین اُترتا تو اوسکی صحت مشتبہ ہوگی یعنی احتمال ہوگا کہ روایت کے تغیرات نے واقعہ کی صورت بدل دی ہے

اس واقعہ کی تحقیق مین بہی ہمکو اونہی اصول سے کام لینا چاہیئے -

چونکہ اس بحث مین مقدمہ کے دو فریقون مین سے ایک نافی اور دوسرا مُثبت ہے اور چونکہ اس قسم کے مقدمات مین بار ثبوت ہمیشہ اوس فریق پر ہوتا ہے جو ثبوت کا مدعی ہے اس لیئے اول ہمکو اون شہادتون پر غور کرنا چاہیئے جو واقعہ کے اثبات مین پیش کیجاتی ہین - ہمکو جہانتک

اس واقعہ کی تحقیق م
روایت کے لحاظ س

معلوم ہی (اور ہم دعوی کے ساتھہ کہہ سکتے ہین کہ کوئی شخص اس بحث مین اس سے زیادہ ثابت نہین کر سکتا) یورپ کے تمام مصنفین جو اس دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین اونکی دلیل روایت کی حیثیت سے صرف اسقدر ہی کہ اُس واقعہ کو عبد اللطیف بغدادی - مقریزی - حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہی۔ اب امور تنقیح طلب یہہ ہین کہ کیا ان مصنفون نے اس واقعہ کے متعلق ایسا کوئی بیان کیا ہی جو شہادت مین پیش ہو سکتا ہی؟ اور کیا اس واقعہ کے متعلق اونکی شہادت کافی ہی؟ یورپ کے مؤرخین نے جو اس واقعہ کے مدعی ہین فریب آمیز طور پر بار بار عبد اللطیف - مقریزی - حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی - اور جنکو انکار ہی وہ ان مصنفونکی شہادت کو قابل اعتبار نہین سمجھتے اور اس طریقہ بحث نے اون یورپین مؤرخون کی فریب آمیزی پر پردہ ڈال رکھا ہی کیونکہ بحث اسپر محدود ہو گئی کہ عبد اللطیف وغیرہ قابل سند ہین یا نہین حالانکہ پہلی یہہ تحقیق ضروری تھی کہ عبد اللطیف وغیرہ نے کوئی شہادت بھی دی ہی یا نہین پہلی ضروری بحث یہہ ہی کہ کیا ان تینون مصنفون کا بیان (جنکا بار بار نام لیا جاتا ہی) تین جداگانہ شہادتین ہین؟ مقریزی کی تاریخ مطبوعہ مصر ہماری پیش نظر ہی اوسنے جلد اول صفحہ ۱۵۱ مین عمود السواری کے بیان مین جو اسکندریہ کا ایک مشہور منارہ ہی عمود السواری کے لفظ سے عنوان قائم کیا ہی اور حرف بحرف وہ عبارت نقل کر دی ہی جو اس منار کے ذکر مین عبد اللطیف نے لکھی تھی عبد اللطیف کی تحریر مین محض ضمنی طور پر اسکندریہ کے کتب خانہ کا ذکر آگیا تھا چونکہ مقریزی نے حرف حرف عبد اللطیف کی عبارت نقل کی ہی اسلیئے کتبخانہ کے متعلق جو عبارت ہی وہ بھی اوسیطرح منقول ہو گئی ہی - اسی بنا پر سیسو لانگل نے جو فرانس کا

مشہور عالم ہی مجبورانہ تسلیم کیا ہی کہ مقریزی کا بیان کوئی مستقل شہادت نہین بلکہ صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہی+ ۔ سیسو لا ئگل کتبخانہ اسکندریہ کی بحث مین ہماری مخالف ہین لیکن اونکو مجبوراً یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہی ۔ جن یورپین مؤرخون نے مقریزی کی اصل کتاب نہین دیکھی وہ ایمان بالغیب کے طور پر بار بار مقریزی کا نام لیتے ہین لیکن سیسو لائگل ایسا نہین کر سکتا تھا کیونکہ اوس نے مقریزی کی کتاب کو خود پڑہا تہا ۔ مقریزی نے اسی کتاب مین اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکھا ہی لیکن کتبخانہ کے متعلق ایک حرف بھی نہین لکھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ واقعہ مذکورہ کو تاریخی واقعات کی فہرست مین شمار نہین کرتا ۔

مقریزی کے خارج ہونیکے بعد دو نام رہ جاتے ہین عبد اللطیف و حاجی خلیفہ ۔ حاجی خلیفہ کا ذکر اگرچہ اکثر یورپین مؤرخون نے کیا ہی لیکن اوسکی خاص عبارت کا حوالہ نہین دیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو اونکا دعوی غالباً کمزور ہو جاتا ۔ ہم پروفیسر ڈساسی کے (جو ایک مشہور فرنچ مصنف ہین اور جو بڑے زور و شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین) ممنون ہین جنہون نے اس راز کو ظاہر کر دیا ہی اور حاجی خلیفہ کی عبارت نقل کر دی ہی جسکے اصلی الفاظ یہہ ہین ۔

فکانت العرب فی صدر الاسلام لا تعتنی بشئ من العلوم الا بلغتها و معرفة احکام شریعتها و صناعة الطب فانها کانت موجودة	اہل عرب شروع اسلام مین تمام علوم مین سے بجز لغت و احکام شریعت و طب کے کسی علم کے طرف توجہ نہین کرتے تھے صرف یہ علوم بوجہ عام حاجت کے

+ دیکھو پروفیسر ڈساسی کا نوٹ ترجمہ تاریخ عبد اللطیف بغدادی صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ پیرس ۱۸۱۰ع

عند افرادمنهم لحاجة الناس طراً اليها	بعض لوگون کے پاس موجود تھے۔ اور اسکا یہ سبب تھا کہ
وذلك منهم صونا لقواعد الاسلام	چونکہ اسلام کے قواعد اور لوگونکے عقائد کے مضبوط و راسخ
وعقائد اهله عن تطرق الخلل من	نہین ہوچکے تھے اسلیئے ڈرتھا کہ قدما کے علوم سے اونمین
علوم الاوائل قبل الرسوخ والاحكام	خلل نہ پیدا ہو۔ یہان تک کہ بیان کیا جاتا ہی کہ
حتى يروى انهم احرقوا ما وجدوا من	اون لوگون نے شہرون کے فتوحات مین جو کتابین
الكتب فی فتوحات البلاد	پائین وہ جلادین۔

اس عبارت مین اسکندریہ کا تو ذکر تک نہین عام طور پر کتابونکے جلانیکا ذکر کیا ہی اور وہ بھی **یروی** کے لفظ سے جو ظاہر کرتا ہی کہ وہ ایک عامیانہ روایت ہی۔ اس عبارت کے طرز اور نظام سے ہرگز نہین پایا جاتا کہ مصنف اس واقعہ کو واقعہ مسلمہ قرار دیتا ہی۔ حاجی خلیفہ شروع زمانہ اسلام کی عدم اعتنا کا ذکر بیان کرتا ہی اور اوسکے ذیل مین ایک عامیانہ روایت کو اوسی عامیانہ حیثیت سے ذکر کرجاتا ہی۔ اسکی بالکل ایسی مثال ہی کہ جس طرح کوئی کہے کہ نپولین نے مصر مین اسلامی افسری کا دعوی کرنا چاہا اور اسکے لیے بڑے جال پہیلائے یہان تک کہ کہتے ہین کہ اوسنے جامع ازہر مین کلمۂ توحید پڑہا اور جماعت کے ساتھہ نماز پڑہی۔ یہہ طرز بیان کا ایک عام طریقہ ہی کہ ایسے موقعون پر ایک مقرر یا مضمون نگار ضعیف سے ضعیف روایت کا بہی ذکر کرجاتا ہی۔ غرض خاص کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا دعوی۔ حاجی خلیفہ کی طرف منسوب کرنا۔ ایسی تعجب انگیز جرأت ہی جو یورپین مؤرخون کے سوا اور کسی سے نہین ہوسکتی۔

اب صرف عبد اللطیف بغدادی کی شہادت باقی رہ گئی۔ اور درحقیقت یورپین مؤرخون

کا اخیر سہارا یہی عبد اللطیف ہی۔ اوسکی حقیقت یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے مصر کی ایک تاریخ لکھی ہی جسکا نام کتاب الافادة والاعتبار فی الامور المشاهدة والحوادث المعائنة بارض مصر یہہ کتاب اوسنے ۱۰ شعبان سنہ ۶۰۳ ہجری مین تمام کی اور اوسکا موضوع صرف وہ حالات و واقعات ہین جو عبد اللطیف نے خود مصر مین مشاہدہ کیئے۔ اسمین ایک موقع پر عمود السواری کے لفظ سے ایک عنوان قائم کیا ہی اوسکے تمام حالات بیان کیئے ہین اور لکھا ہی کہ اس ستون کے گرد چار سو اور چھوٹے چھوٹے ستون تھے۔ یہ حالات لکھتے لکھتے اخیر مین ضمناً یہہ عبارت لکھی ہی۔

ویذکر ان هذا العمود من جملة اعمدة کانت تحمل رواق ارسطاطالیس الذی کان یدرس به الحکمة وانه کان دار علم وفیه خزانة کتب حرقها عمرو بن العاص باشارة عمر بن الخطاب	اور کہا جاتا ہی کہ یہ ستون منجملہ اون ستونون کے ہی جسپر چھت قائم تھی جو ارسطو کا رواق تھا اور جہان ارسطو حکمت کا درس دیا کرتا تھا اور یہہ کہ وہ دار العلم تھا اور اوس مین وہ کتب خانہ تھا جسکو عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب کے اشارہ سے جلا دیا۔

عبد اللطیف کی اصل عبارت

اس عبارت سے ہر شخص سمجہ سکتا ہی کہ عبد اللطیف نے اس واقعہ کو کس حیثیت سے ذکر کیا ہی عبد اللطیف کا یہ تمام قول یُذکر کے تحت مین ہی جس سے کسی طرح ظاہر نہین ہوسکتا کہ وہ اس واقعہ کو مورخانہ حیثیت سے لکھتا ہی یا اوسکو تسلیم کرتا ہی مسٹر کریل جرمنی اپنے مضمون مین عبد اللطیف کا قول نقل کرنیکے بعد لکھتے ہین "یہ بیان محض علیٰ سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے خاص کوئی غرض نہین معلوم ہوتی۔ یہ کسی خاص

اصل واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ محض ایک مشہور روایت کا اعادہ کر دینا ہی جسکو اوس زمانہ
کے سیاحون نے بارہا کہا ہی اور یہہ من قبیل اوسی قسم کی غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات
کی ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تہے"
ایک مزے کی بات یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے چونکہ بازاری گپون کا ذکر کیا اسلیے
اس جملہ مین جتنے واقعات بیان کیئے اتفاق سے سب غلط تہے ۔ نہ یہہ مقام ارسطو کا
رواق تہا نہ ارسطو نے کبہی وہان درس دیا ایک مضمون نگار نے جسنے اسپیکٹیٹر
مورخہ ۱۳ جون مین اس مضمون پر ایک بحث لکہی ہی عبد اللطیف کے بیان کی غلطی پر
عجیب لطف سے استدلال کیا ہی ۔ وہ کہتا ہی کہ کتب خانہ کا جلایا جانا تو ایک طرف
عبد اللطیف نے اسکے ساتہہ اور جو واقعات بیان کیئے وہ کونسے سچ ہین !!!
یہہ ہی حقیقت اون سندون اور روایتون کی جن پر یورپین مورخون نے چہاونی
چہار رکہی ہی ۔ ان مصنفون نے اس بحث مین جس قسم کی تدلیس سے کام لیا ہی حقیقت
مین وہ نہایت تعجب انگیز ہی ۔ عبد اللطیف وغیرہ کی جو اصل عبارتین ہمنے نقل کی ہین اونسے
ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہی کہ مقریزی نے خود اس واقعہ کو نہین بیان کیا بلکہ عمود السواری
کے ذکر مین عبد اللطیف کی عبارت نقل کر دی ہی جسمین ضمناً کتب خانہ کا بہی ذکر تہا
حاجی خلیفہ نے اسکندریہ کا نام تک نہین لیا البتہ عام طور پر کتب خانون کا ذکر کیا ہی اور
وہ بہی **یذکر** کے تحت مین جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کوئی مصدقہ روایت نہین ۔
لیکن یورپین مورخون نے عبد اللطیف وغیرہ کا نام ہمیشہ اس حیثیت سے لیا ہی کہ گو یا

یورپین مورخون کی تدلیس اور فریب دہی ۔

انھون نے اس واقعہ کی صحت کا دعوی کیا ہی اور اوسپر کوئی مستقل مضمون لکھا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے اپنے نوٹ مین لکھا ہی کہ "جو اعتراضات ابوالفرج کے بیان پر کیے جاتے ہین اون مین یہہ نہایت قوی اعتراض خیال کیا جاتا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین"۔ اسکے بعد پروفیسر ڈساسی اس اعتراض کا جواب دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ "لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبداللطیف اور مقریزی کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہی" لطف یہہ ہی کہ اسی عبارت کے بعد پروفیسر موصوف لکھتے ہین کہ "اگرچہ لوگون کو اس کہنے کا موقع حاصل ہی کہ مقریزی کا قول صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہی"۔

مسٹر کریٹن لکھتے ہین کہ "یہہ واقعہ صرف سند مذکورۂ بالا (یعنی ابوالفرج کا بیان) پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبداللطیف نے جنھون نے قدیم تاریخ مصر پر تصنیفات لکھین اس واقعہ کا بیان کیا ہی"۔

پروفیسر وایٹ نہایت بلند آہنگی سے فرماتے ہین کہ "ہم گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرنیکی جرأت کرینگے جو ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونے کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا۔ اور دونون مذہب اسلام کے نہایت متعصب پیرو ہین اس سے عبداللطیف و مقریزی کو مراد لیتا ہون جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کے ذکر ہی مین ہمزبان نہین ہین بلکہ ٹھیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تھا"۔

پروفیسر وایٹ نے اس موقع پر کس چالاکی سے کام لیا ہی۔ عبد اللطیف نے ایک
ستون کے ذکر مین ضمناً افواہی طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہی۔ پروفیسر وایٹ اوسکو اس قالب
مین ڈہالتے ہین جس سے ایک ناواقف شخص کو یہہ گمان ہوگا کہ عبد اللطیف نے مستقل طور
پر اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی اور صرف اصل واقعہ کو ثابت نہین کیا بلکہ واقعہ کا
موقع و محل بہی متعین کردیا!!!

اگرچہ یورپ کے اکثر مورخون نے جو اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین۔ صرف
انہین تینون یعنی عبد اللطیف۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ۔ پر استناد کا مدار رکہا ہی اور ہمنے
اس موقع پر انہین مصنفون سے بحث کی لیکن بعض یورپین مصنفون نے تلبیس (مخفی
فریب) کے میدان مین اورون سے بڑھکر قدم رکہا ہی اور فریب آمیز طور پر ظاہر کیا ہی کہ
اس واقعہ کی تائید کے لیئے اور بہی متعدد شہادتین موجود ہین۔ مسٹر کریچٹن صاحب اپنی
کتاب کے حاشیہ مین فرماتے ہین کہ "بیرن ڈساسی نے اپنے ایک لمبے نوٹ مین جو
اوسنے عبد اللطیف کے ترجمہ پر لکہا ہی (مصر کا بیان صفحہ ۲۴۴) عربی مصنفون کی کتابون
سے مختلف شہادتین جمع کی ہین جو پیرس کے شاہی کتب خانہ مین موجود ہین اور ان
شہادتون سے ابوالفرج کا بیان قابل اعتبار ثابت ہوتا ہی لیکن بغرور گبن نے ان تصنیفات
کو نہین دیکہا تہا"۔

اس عبارت سے ایک ناواقف اور خصوصاً وہ جسکو یورپین مصنفون کے ساتہہ عام
خوش اعتقادی ہو بالکل دہوکے مین آجائیگا اور یقین کریگا کہ پیرس کے عظیم الشان کتبخانہ

مین ضرور اس واقعہ کے لیئے بہت کچھہ مادہ موجود ہوگا ورنہ تمام یورپ مین ایسا غلط واقعہ
کیونکر مشہور ہو سکتا تھا۔

لیکن ہمارے ناظرین کو پیرس کے پُرشوکت نام سے مرعوب نہونا چاہیئے ۔
ڈساسی کا نوٹ اور وہ کتابین جنکا اونھون نے حوالہ دیا ہی ہمارے سامنے ہین بےشبہہ
ڈساسی نے اس واقعہ کو بڑے زور شور سے ثابت کرنا چاہا ہی لیکن افسوس ہی کہ جو زور
اونکی طبیعت مین ہی وہ دلائل مین نہین ۔ ہم اس موقع پر اونکی پوری تحریر کا لفظی ترجمہ
نقل کرتے ہین ۔

"ابوالفرج نے اپنی تاریخ خاندان عرب مین عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کی نسبت جو واقعہ
بیان کیا ہی اوس مین متعدد مشہور مصنفون نے شک کیا ہی۔ جو کچھ کہ اس واقعہ پر لکھا گیا ہی۔ اوسکے بیان کرنے اور
اوسکی حیثیت کے اندازہ کرنے مین ایک بڑی بحث ضرور ہونی چاہیئے ۔

وہ دلیلین جنکی بنا پر یہ شکوک کیئے گئے ہین اوس جرمن مباحثہ مین مل سکتی ہین جسکو Mch.Rainhard
نے ۱۷۹۲ء بمقام Gottingue چھاپا تھا اور اون ریمارکون مین جو اسکندریہ کے قدیم کتب خانون کے
متعلق ہین جنکو M.de.Saint Croix نے میگزین انسائیکلوپیڈیا سال پنجم ۔ صفحہ ۳۲ مین
درج کیا ہی۔ مسیو لانگل M.Langles اور وائٹ White عام خیال کی حمایت کرتے ہین
لیکن ابوالفرج کے مبالغہ آمیز بیان کو قبول نہین کرتے ۔

ابوالفرج کے بیان پر جو اعتراضات کیئے گئے ہین اون مین یہ اعتراض قوی خیال کیا گیا ہی کہ عرب کے
مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین۔ لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبداللطیف اور مقریزی

کی شہادت کے بعد گہٹ جاتا ہی اگرچہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ظاہر امقریزی کا وہ فقرہ جیسا کہ مسیو لانگل نے نشان دیا ہی صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہی۔

مین نہین چاہتا کہ اون سیاہ کون سے جنکو کہ مین بیان کرونگا ایک ایسے عالم مصنف (مسیو لانگل مراد ہی) کے ساتہہ میدان مبارزت مین آون جسکی مین تہ دل سے نہایت عزت او محبت رکھتا ہون لیکن مین نے چند اور نئی خاص سندین پیدا کی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ یہہ واقعہ جسطرح کہ ابوالفرج نے بیان کیا ہی گو اوسمین ایسی تفصیلین ہین جونکتہ چینی کی برداشت نہین سکتین تاہم یہہ صحیح ہی کہ وہ ایک تاریخی سچائی پر مبنی ہی اور یہہ کہ عربون نے جب یہہ شہر فتح کرلیا تہا تو عمرو بن العاص نے عمرؓ کے فرمان کے مطابق یہ حکم دیا تہا کہ ایک مجموعہ جسمین بہت سی کتابین تہین اور جو اسکندریہ مین تہا اگ پر رکھدیا جائے"۔

اسکے بعد پروفیسر ڈساسی نے حاجی خلیفہ او مقدمہٴ ابن خلدون کی عبارت نقل کی ہی اور اوس سے کتبخانہ اسکندریہ کے واقعہ پر استدلال کیا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے جو نئی خاص سندین پیدا کین اونکے دیکھنے کا ہمکو نہایت شوق تہا مگر افسوس کہ وہ کچہہ نہ نکلین۔ پروفیسر موصوف نے پیرس کے اتنے بڑے عظیم الشان کتبخانہ کو چہانکر صرف دو سندین مہیا کین۔ ایک تو وہی حاجی خلیفہ کی عبارت جسکو ہم اوپر نقل کر چکے ہین دوسری مقدمہ ابن خلدون کا ایک فقرہ جسمین ایک موقع پر ضمناً اور اجمالاً ایران کے کتبخانہ کا ذکر آگیا ہی۔ یہہ بہی عجیب منطق ہی کہ اسکندریہ کے کتبخانہ کے جلائے جانیکا دعوی کیا جائے اور دلیل مین ایران کا نام لیا جائے۔ اگرچہ ابن خلدون کا یہہ قول بالکل غلط او تمام صحیح او مستند تاریخون کے خلاف ہی لیکن ہم اس مقام پر اوس سے بحث نہین کرتے کیونکہ ہمارا مضمون اسکندریہ کے کتبخانہ پر ہی نہ ایران پر۔

شاید یہہ کہا جاویے کہ پروفیسر ڈساسی نے ابن خلدون کے قول کو تائید ہی شہادت مین پیش کیا ہی لیکن اوس سے یہہ مقصد بہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ اوس سے اگر کوئی نتیجہ نکلتا ہی تو یہہ نکلتا ہی کہ اسکندریہ کا واقعہ بالکل بے اصل ہی ورنہ جسطرح ایران کا واقعہ ابن خلدون نے بیان کیا تہا کوئی نہ کوئی عربی مؤرخ اسکندریہ کے واقعہ کا بہی اوسی حیثیت سے ذکر کرتا۔ حالانکہ عربی کی سیکڑون ہزارون تاریخون مین سے ایک مین بہی اوسکا پتہ نہین چلتا
عبد اللطیف و مقریزی کی اصل عبارت جو ہم نے نقل کی وہ تو کسی طرح شہادت مین پیش نہین کی جا سکتی لطف یہہ ہی کہ خود ابو الفرج جو اس بحث مین ہمارا مدعا علیہ ہی اوسنے بہی اس واقعہ کو اس حیثیت سے نہین لکہا جس سے ثابت ہو کہ وہ یقینا اوسکو تسلیم کرتا تہا اور صحیح سمجہتا تہا۔ ابو الفرج کی اصلی تاریخ جو سُریانی زبان مین ہی اور جس مین فتح اسکندریہ کا حال تفصیلا مذکور ہی اوس مین اس واقعہ کا ذکر تک نہین۔ البتہ اوس تاریخ کا خلاصہ جو عربی زبان مین ہی اوس مین یہہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر نقل کر آئے مذکور ہی لیکن اوس خلاصہ کی نسبت کافی اطمینان نہین ہی کہ جو بیانات اوس مین اصل سُریانی تاریخ پر اضافہ کیے گئے ہین وہ درحقیقت ابو الفرج ہی کے ہین یا کسی اَور نے الحاق کر دیا ہی۔ مسٹر گبن جرمنی اس خلاصہ کی نسبت لکہتے ہین کہ اُسمین بہت سی ایسی چیزین ہین جو اصل سُریانی مین نہین۔ اور یہہ امر کہ آیا یہہ مقامات زمانۂ مابعد کے الحاق ہین یا خود ابو الفرج نے اونکو بڑہایا ہی بخوبی معلوم نہین ہوتا کیونکہ اوس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین۔ یہہ واقعہ کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا جو عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا۔ اُس عبارت کے

الحاقی ہونیکا گمان اس سے زیادہ قوی ہوجاتا ہی کہ اس عربی خلاصہ کو پروفیسر پوکاک نے اپنے اہتمام وتصحیح سے چھپوایا ہی اور اونکو مسلمانون کے خلاف واقعات گڑھ لینے مین نہایت کمال حاصل تھا۔

یہہ تمام بحث تو اس لحاظ سے تھی کہ عبداللطیف وحاجی خلیفہ نے اس واقعہ کے متعلق کوئی شہادت دی بھی ہی یا نہین۔ لیکن بطریق تنزل اگر ہم یہان بھی مان لین کہ درحقیقت ان مصنفون نے اوسکو صحیح تسلیم کیا ہی تو دوسری بحث یہہ پیدا ہوتی ہی کہ اس امر کے متعلق ان مصنفونکی شہادت قابل اعتبار ہی یا نہین۔ عبداللطیف بغدادی ۵۵۵ھ ہجری مین پیدا ہوا اور حاجی خلیفہ کو تو دوسو برس سے زیادہ نہین گذرے کون شخص کہہ سکتا ہی کہ ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو پہلی صدی ہجری کے شروع مین واقع ہوا ہو وہ شہادت معتبر ہوسکتی ہی جسکو اون لوگون نے بیان کیا ہو جو اصل واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوے اور جسکی اون لوگون سے نہ کوئی سند بیان کی ہو نہ کوئی حوالہ دیا ہو۔

عبداللطیف وحاجی خلیفہ کا تاریخ مین کیا رتبہ ہی۔

ہمکو ان مصنفونکی نسبت یہہ بھی دیکھنا ہی کہ فن تاریخ مین ان کو کیا رتبہ حاصل ہی کیونکہ یورپین مؤرخون نے اس موقع پر بھی تدلیس سے کام لیا ہی۔ وہ بڑے بڑے شاندار لفظون مین حاجی خلیفہ اور عبداللطیف کی تعریف کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ اونکی عظمت وشان کے لحاظ سے اونکا قول ضرور تسلیم کے قابل ہی۔ یورپین مصنفون کے اس فریب کی پردہ دری کے لیئے صرف ایک مختصر سا سوال کافی ہی۔ ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبداللطیف وحاجی خلیفہ بڑے پایہ کے مصنف ہین مگر سوال یہہ ہی کہ کس فن مین؟ عبداللطیف نے شہرہ

بہت بڑا طبیب تہا۔ طب مین اوسکی متعدد تصنیفات موجود ہین۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطباء مین اوسکا مفصل تذکرہ لکہا ہی جس سے اوسکی طبی معلومات اور عظمت شان کا اندازہ ہوسکتا ہی۔ لیکن کیا اوسکو کسی نے مورخ کہا ہی؟ کیا اوسنے اپنی تالیف مین کہین فن تاریخ کا تذکرہ کیا ہی۔ اگر یہہ نہین ہی تو تاریخی واقعات مین اوسکی عظمت و شان کس کام آسکیگی۔ فارابی و ابو علی سینا کے حوالے سے اگر کوئی تاریخی واقعہ لکہا جاے تو کس حد تک اعتبار کے قابل ہوگا۔

حاجی خلیفہ نے بیشبہہ کشف الظنون نہایت مفید کتاب لکہی ہی لیکن وہ کوئی تاریخ کی کتاب نہین ہی بلکہ اسلامی تصنیفات کی فہرست ہی۔ اسکے سوا حاجی خلیفہ کا کوئی کارنامہ ہمکو معلوم نہین۔ تاریخ مین نہ اوسکی کوئی کتاب ہی نہ کسی نے اوسکو مورخون مین شمار کیا ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ ہمارے مخالفون کے لیئے یہہ نہایت شرم کی جگہہ ہی کہ اونکو ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کے لیئے جو بخیال اونکے چہہ مہینے تک قائم رہا۔ اسلام کی سیکڑون ہزارون تصنیفات مین سے کہین کوئی سہارا ہاتہہ نہ آئے اور مجبوری اونکو ایک طبیب اور فہرست نگار کے سایے مین پناہ لینی پڑے۔

واقعہ مفروضہ کے غلط ہونیکا دعوی اور نفی کے دعوی کا طرز ثبوت

یہانتک ہمنے جو بحث کی وہ اس حیثیت سے تہی کہ ہمنے مخالفین کو مدعی قرار دیا تہا کیونکہ اصول مناظرہ کی رو سے درحقیقت وہی مدعی ہین۔ لیکن اس سے بڑھکر ہم خود مدعی بنتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے یہہ کتب خانہ برباد نہین ہوا اور نہ کبہی مسلمانون نے اوسکو برباد کیا۔ لیکن پہلے یہہ سمجہہ لینا چاہیئے کہ جو دعوی نفی کی

صورت مین کیا جاتا ہی اوسکے لیے روایۃً و درایۃً استدلال کا کیا طریقہ ہی۔ مثلاً اگر یہہ دعویٰ کیا جائے کہ فلان واقعہ فلان عہد مین نہین ہوا۔ تو اسکی دلیل روایت کے لحاظ سے صرف یہہ ہوگی کہ اوس عہد کے متعلق علم و واقفیت کے جسقدر ذریعہ ہین اون سے اوس واقعہ کا کہین پتہ نہین چلتا۔ اور درایت کے لحاظ سے یہہ کہ تمام قرائن اور شہادتین اوس واقعہ کے ثبوت کے خلاف ہین۔ انہی وجوہ استدلال کے لحاظ سے ہم دعویٰ کرتے ہین کہ کتب خانہ اسکندریہ مسلمانون کے ہاتہہ سے ہرگز برباد نہین ہوا۔

اسلام کی ابتدائی تاریخین

اسلام مین تصنیف و تالیف کی ابتدا ۱۴۳ھ سے ہوئی اور اسی زمانہ مین تاریخ کی سب سے پہلی کتاب محمد بن اسحٰق نے لکھی جو آنحضرت کے حالات مین ہی۔ اسکے بعد اور مصنفین نے عام تاریخین لکھین جنمین خلفاے راشدین کی فتوحات و واقعات تفصیل سے مذکور ہین اس دور کی تصنیفات مین سے آج جو موجود ہین یا جنکا نام و نشان معلوم ہی یہہ ہین۔

فتوح البلدان بلاذری۔ بلاذری خلیفہ متوکل باللہ کے عہد مین تہا۔ اس تاریخ مین اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتہہ بیان کیئے ہین۔

تاریخ یعقوبی۔ یعنی تاریخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب العباسی یہہ مصنف نہایت قدیم مصنف ہی اور مامون الرشید کے درباریون کا ہمعصر ہی اوسنے یہہ تاریخ ۲۵۹ ہجری تک لکھی ہی اور غالباً اس سنہ مین وہ موجود تہا۔ یہ کتاب دو جلدون مین ہی اور ۱۸۸۳ء مین بمقام لیدن چہاپی گئی۔

تاریخ ابوحنیفہ دینوری۔ لیدن مین چہاپی گئی ہی۔

تاریخ کبیر ابوجعفر جریر طبری - یہہ تاریخ اگرچہ مذکورۂ بالا تاریخون سے کسی قدر زمانہ مابعد کی ہی - کیونکہ اسکے مصنف نے سنہ ۳۱۰ ہجری مطابق سنہ ۹۲۲ع مین وفات پائی ہی لیکن اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتھہ لکھے ہین اور ہر روایت مین تمام راویون کے نام بیان کر دیئے ہین - یہ کتاب تمام اون روایتون کا مخزن ہی جو تاریخ اسلام کے متعلق آج موجود ہین یا کبھی موجود تھین - اور اس لحاظ سے یہہ کہنا صحیح ہی کہ تین صدیون کے متعلق جو معتدبہ واقعہ اس کتاب مین نہین ہی وہ داخل تاریخ نہین یہہ ایک نہایت ضخیم کتاب ہی اور اوسکی ۱۰ جلدین ہالنڈ مین چھپ چکی ہین اور متعدد جلدین اور باقی ہین -

ابن الاثیر و ابن خلدون جنکی تاریخین نہایت معتبر خیال کی جاتی ہین وہ تاریخ طبری ہی کا خلاصہ ہین اور خود ان مورخون نے اسکا اعتراف کیا ہی - ان تاریخون کے سوا تاریخ اسلام کے متعلق اور بھی بہت سی کتابین لکھی گیئن لیکن قدیم واقعات کی نسبت اون سبکا ماخذ یہی چند کتابین ہین جنکا ذکر اوپر ہوچکا اور یہہ صریح طور پر خود اون کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی -

ان کتابون کے سوا مصر و اسکندریہ کے خاص حالات مین بہت سی کتابین لکھی گیئن انمین سے جس قدر ہم دریافت کرسکے یہہ ہین خطط مصر[1] لابی عمر الکندی المتوفی سنہ ۳۴۶ھ کشف الممالک[2] لابن شاہین المتوفی سنہ ۳۸۵ھ تاریخ مصر[3] لعبد الرحمن الصوفی المتوفی سنہ ۳۴۷ھ تاریخ مصر[4] لمحمد بن برکات النحوی المتوفی سنہ ۵۲۰ھ اتعاظ المتامل[5] الی سنہ ۵۶۷ھ تاریخ مصر[6] لمحمد بن عبداللہ المتوفی سنہ ۶۳۲ھ - تاریخ مصر[7] للقفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ھ تاریخ مصر[8]

تاریخ[8] مصر لقطب الدین الحلبی المتوفی ۷۳۵ھ۔ تاریخ[9] مصر لیحیی الحلبی المتوفی سنہ ۷۴۳ ہجری
الانتصار[10] لابن دقماق المتوفی ۸۰۹ھ۔ عقود[11] الجواہر۔ نزہۃ الناظرین۔ الدرۃ[12] المضیئۃ۔
اشرف[13] الطرف۔ نزہۃ[14] السنیۃ۔ تفریج[15] الکربۃ۔ فرائد[16] السلوک۔ بدائع[17] الزہور۔ تحفۃ[18] الکرام
باخبار الاحرام۔ اعلام[19] بمن ولی مصر فی الاسلام۔ تاریخ[20] مصر لابراہیم بن وصیف۔ جواہر[21] البحور
مختار[22] للقضاعی۔ النقط[23] المعجم۔ الروضۃ[24] البہیۃ۔ المواعظ[25] والاعتبار للمقریزی۔ جواہر[26] الالفاظ
اتعاظ[27] الحنفاء۔ نجوم[28] الزاہرۃ۔ تاریخ[29] مصر لابن عبد الحکم۔ اگرچہ یہہ تمام کتابین آج نہین ملتین
لیکن زمانہ مابعد کی متعدد تصنیفات ایسی موجود ہین جن مین تمام قدیم کتابون کی روایتین
جمع کردی گئین ہین مثلاً حسن المحاضرۃ سیوطی جسکے دیباچہ مین خود سیوطی نے لکھا ہی کہ مین نے
اٹھائیس تاریخین دیکھین اور اون سے یہ کتاب طیار کی۔ سب سے مفصل اور بسیط المواعظ والاعتبار
بذکر الخطط والآثار ہی جو مقریزی کی تصنیف ہی اور جس مین مصر واسکندریہ کے متعلق ایک ایک
جزئی واقعہ کا استقصا کیا گیا ہی۔

یہہ تمام معتبر کتابین جنکا ذکر اوپر ہوا اور جنکے سوا اوس زمانے کے حالات کے دریافت
کرنیکا کوئی ذریعہ نہین ہی۔ ان مین سے کسی کتاب مین واقعہ مبحوث فیہ کا مطلق پتہ نہین
چلتا۔ ان کتابون مین اور خصوصاً طبری وفتوح البلدان بلاذری وحسن المحاضرہ وخطط
والآثار للمقریزی۔ مین اسکندریہ کی فتح کے نہایت تفصیلی حالات مذکور ہین لیکن
کتب خانہ کا ذکر تک نہین۔

یہہ کتابین تو وہ ہین جن مین اس واقعہ کو (اگر وہ واقع ہوتا) مستقل طور پر مذکور ہونا چاہیے

تہا۔ لیکن جن تصنیفات مین ضمنی اور اتفاقی طور پر اسکا تذکرہ آسکتا تہا اونمین بہی واقعہ مفروضہ کا کہین پتہ نہین چلتا۔ مثلاً حکما اور طبیبون کے حالات مین جو کتابین لکہی گئی ہین اور جنمین یحیی النحوی کا ذکر عموماً کیا جاتا ہی۔ چنانچہ ابو الفرج نے یہ فرضی قصہ جو گڑہا تو اسی یحیی النحوی کے تذکرہ مین گڑہا اور یون بیان کیا کہ یحیی نے عمرو بن العاص سے کتب خانہ کے لیئے درخواست کی تہی جسکے جواب مین عمرو نے حضرت عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ کے جلانیکا حکم دیا۔ یحیی طبیب اور فلاسفر تہا اور عربی زبان مین اوسکی تمام کتابین ترجمہ کی گئین اس لیئے عربی تاریخین جو حکما اور اطبا کے حالات مین ہین اونمین یحیی کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہی۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا۔ اور ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین یحیی کے تمام حالات و واقعات اور اوسکی تصنیفات کے نام لکہے ہین۔ اور یہہ بھی لکہا ہی کہ وہ عمرو بن العاص کے پاس حاضر ہوا اور عمرو نے اوسکی بہت کچہہ عزت کی۔ ابن الندیم کے خاص الفاظ یہہ ہین۔

ولما فتحت مصر علی یدی عمرو بن العاص دخل الیہ و اکرمہ و رای لہ موضعا۔	یعنی جب مصر عمرو بن العاص کے ہاتہہ سے فتح ہوا تو یحیی عمرو کی خدمت مین حاضر ہوا عمرو نے اوسکی عزت و تکریم کی۔

ان تمام تصریحات کے ساتہہ کتب خانہ کا کہین ذکر نہین جس سے علانیہ اس واقعہ کا بالکل بے اصل ہونا پایا جاتا ہی۔

ان تصنیفات کے علاوہ اور قسم کی تصنیفات مثلاً جغرافیون۔ سفرنامون بیوگرافیون وغیرہ مین اس واقعہ کا ذکر ضمناً آسکتا تہا لیکن ان موقعون مین اوسکا نام و نشان تک نہین۔

سچ یہہ ہی کہ اگر یہہ دعوی کیا جائے تو بالکل سچ ہی کہ عبد اللطیف کی عبارت کے سوا بجز حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے کل اسلام کا لٹریچر اس واقعہ کے ذکر سے خالی ہی!! اس سے زیادہ اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی کیا دلیل ہو گی؟

عیسائی قدیم مورخوں کا سکوت

اس سے بڑھکر یہہ کہ خود عیسائی قدیم تاریخوں مین اوسکا پتہ نہین۔ یوٹیکس المتوفی سنہ ۹۴۰ء جو دسوین صدی عیسوی مین اسکندریہ کا بطریق تھا اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال تفصیل سے لکھا ہی۔ اسیطح المکین جو واقعہ مفروضہ سے تین سو برس بعد تھا یعنی ابو الفرج سے دو سو برس پہلے اوسنے تاریخ مصر خود مصر مین رہ کر لکھی اور اسکندریہ کی فتح کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے لیکن اون دونون کتابون مین واقعہ مفروضہ کے متعلق ایک حرف بہی مذکور نہین۔ یہہ دونون مصنف متعصب عیسائی تھے جنکی نسبت مسلمانون کے ساتہہ کسی قسم کی بیجا طرفداری کا گمان نہین ہو سکتا۔ اسکے ساتہہ محقق اور علم دوست تھے اور اونکی نگاہ مین اتنے بڑے بڑے علمی سرمایہ کا ضائع ہونا کوئی معمولی بات نہین ہو سکتی تہی۔ مصر کے قیام اور ذاتی شوق کی وجہ سے مصر کے حالات کے متعلق اونکے وسائل معلومات نہایت وسیع تھے ان باتونکے ساتھ ان دونون مورخونکا واقعہ مبحوث فیہ کے متعلق ایک حرف نہ لکھنا صریح اسبات کی دلیل ہی کہ اوسکی کچھہ اصل نہین چنانچہ انصاف پسند یورپین مصنفون مثلاً گبن۔ کریل۔ نے اس واقعہ کے بے اصل ہونیکے لیے عموماً اس سے استدلال کیا ہی۔

اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی ایک نہایت قوی دلیل یہہ ہی کہ جس کتب خانہ کا جلایا

جانا بیان کیا جاتا ہی وہ اسلام کے دور سے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا۔ اسکی حقیقت
یہہ ہی کہ یہہ کتب خانہ شاہان مصر نے جو بت پرست اور بہت سے خداؤن کے ماننے
والے تہے قائم کیا تہا۔ جب مصر مین عیسائیت کا دورہ ہوا تو عیسائی بادشاہون
نے تعصب مذہبی کی وجہ سے ان کتابونکی بربادی شروع کی اور اونکے اس ارادہ کو
پادریون نے اور بہی اشتعال دیا۔

کتب خانہ مذکور اسلام سے پہلے برباد ہوچکا تہا۔

چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے نامور مصنفون اور مورخون کو تسلیم کرنا پڑا کہ
یہہ کتب خانہ اسلام سے پہلے برباد ہوچکا تہا۔ سورنیان جو فرانس کا ایک مشہور
عالم ہی اوسنے ایک دفعہ یونیورسٹی مین اس عنوان پر لکچر دیا تہا "اسلام اور علم"۔
یہہ لکچر ایک رسالہ کی صورت مین بمقام پیرس ۱۸۸۳ع مین چہپا ہی۔ اگرچہ یہہ لکچر مسلمانونکے
برخلاف نہایت تعصب آمیز تہا یعنی اوسمین نہایت شد و مد سے یہ ثابت کیا تہا کہ
اسلام اور علم کبہی جمع نہین ہوسکتے تاہم اس متعصب شخص نے کتب خانہ اسکندریہ کے
متعلق یہ الفاظ کہے۔ "اگرچہ یہ بار بار کہا گیا ہی کہ عمرو نے کتب خانہ اسکندریہ کو برباد
کرادیا لیکن یہہ صحیح نہین کتب خانہ مذکور اس زمانہ سے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا"۔

اس شاہی کتب خانہ کی تفصیلی کیفیت مسٹر کریل نے اپنے مضمون مین لکہی ہی اور
اوسکے عہد بعہد کی بربادی کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہی لیکن چونکہ مسٹر کریل
کا مضمون ہمارے رسالہ کے اخیر مین بطور ضمیمہ شامل ہی اسلیئے ہم اوسکو یہان نقل نہین
کرتے۔ اس کتب خانہ کا برباد ہونا ایسا یقینی امر ہی جس سے وہ یورپین مورخین بہی

بھی انکار نہین کرسکے جو اس واقعہ کے اثبات کے درپی ہین۔ مسٹر ڈریپر اپنی کتاب مین
لکھتے ہین کہ جولیس سیزر نے نصف سے زیادہ کتابین جلادی تہین اور اسکندریہ کے
بطریقون نے نہ صرف قریباً کل باقی کتابون کے منتشر ہونیکی اجازت دی بلکہ اپنی نگرانی
مین اونکو منتشر کرایا۔ اور ڈسیس صاف بیان کرتا ہی کہ بتیس سال بعد اس واقعہ کے
تہیوفلس نے شہنشاہ تہیوڈوسس سے تحریری اجازت کتب خانہ مذکور کی بربادی
کی حاصل کی تہی۔ مین نے اوسکی الماریان اور خانے خالی دیکھے۔"

چونکہ اس کتب خانہ کی بربادی یقینی امر تہا اس لیئے مخالفون نے ایک اور فریب
سے کام لیا یعنی یہ دعوی کیا کہ عمرو نے جو کتب خانہ تباہ کیا وہ شاہی کتب خانہ نہ تہا
بلکہ سراپیم کا کتب خانہ تہا چنانچہ اسپکٹیٹر کے مضمون نگار نے ابوالفرج کی حمایت مین سراپیم
ہی کے کتب خانہ کا حوالہ دیا ہی۔ لیکن یہہ توجیہ القول بمالا یرضی قائلہ ہی کیونکہ
ابوالفرج نے اپنی تاریخ مین جہان یہ لکھا ہی کہ یحیی نحوی نے عمرو بن العاص سے
کتابونکے لیئے درخواست کی وہان صاف یہہ الفاظ لکہے ہین۔ کتب الحکمۃ التی
فی خزائن الملوکیۃ۔ یعنی فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی خزانون (کتب خانون) مین ہین
لیکن اگر ہم تسلیم بہی کرلین کہ یہ حکایت سراپیم کے کتب خانہ کی نسبت ہی تاہم ہمارے
مخالفون کو یہ ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ سراپیم کا کتبخانہ فتح اسکندریہ کے وقت موجود تہا
بلکہ برخلاف اسکے یہ ثابت ہوگا کہ کتب خانہ مذکور کل یا قریب کل کے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا
مسٹر گیبل۔ لکھتے ہین کہ سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی

سراپیم کے کتب خانہ کا ذکر۔

مین پڑا ہوا ہی - یہہ تو معلوم ہی کہ سراپیم کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تھا تھیوڈوسیس کے عہد مین ۳۸۹ء مین گرجا بنا دیا گیا تھا لیکن یہہ امر کہ آیا اس تبدیل کیوقت وہ کتبخانہ وہان موجود تھا یا ضایع ہو گیا تھا یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہو گئی تھین مطلق ثابت نہین ہوتا - یہہ اخیر خیال یعنی کتابونکا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین قیاس ہی کیونکہ تھیوڈوسیس ثانی نے جو کتبخانہ پانچوین صدی مین بمقام قسطنطنیہ قائم کیا وہ زیادہ تر مصر و ایشیاے کوچک کی کتابون سے تیار ہوا تھا -

مسیو سٹیو فرانسیسی نے یہ تسلیم کر کے کہ کتب خانہ مبحوث فیہ سراپیم مین تھا لکھا ہی کہ کسی ہمعصر مورخ نے اس واقعہ (یعنی عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو برباد کرنا) کو بیان نہین کیا لیکن اگر وہ صحیح بھی ہو تاہم وہ صرف معدودے چند کتابون سے متعلق ہوگا کیونکہ اوس کتبخانہ کے حصے ۳۸۹ء مین سیزر کے عہد مین اور تھیوڈوسیس کے عہد مین برباد ہو چکے تھے"

واقعہ مفروضہ کی تحقیق اصول درایت سے

اب ہم اصول درایت کے معیار سے اس واقعہ کی صحت و عدم صحت کا اندازہ کرنا چاہتے ہین - واقعہ مذکورہ کو ابوالفرج (جو اس فرضی قصہ کا موجد اول ہی) نے جن خصوصیتون کے ساتھہ بیان کیا ہی وہ تو اسقدر لغو ہین کہ عموماً تمام یورپین مورخین موافق ہون یا مخالف - اوسکو افسانہ باطل سمجھتے ہین - پروفیسر ڈساسی جنھون نے بڑے زور شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی تسلیم کیا ہی کہ ابوالفرج کے بیان مین جو تفصیلین ہین - صحیح نہین - برٹش انسائیکلوپیڈیا کے لکھنے والون نے

بھی اسکی ہنسی اوڑائی ہے۔ اور درحقیقت ایک کتبخانہ کا حماموںمین جنکی تعداد چار ہزار تھی)
تقسیم کیا جانا اور چھہ مہینہ تک کتابون کا جلتا رہنا اور ایندہن کے کام آنا ایک افسانہ کے
سوا اور کیا ہوسکتا ہی؟ ابوالفرج نے اگرچہ مصر کے تمام حمامونکی تعداد نہین بتائی
لیکن یہہ صحیح طور پر معلوم ہی کہ وہ چار ہزار تھے۔ اس لیے حماموں سے مصر اور چار ہزار
کی تعداد کو لازم وملزوم سمجھنا چاہیئے جیسا کہ اکثر یورپین مؤرخون نے سمجھا ہی۔ اب اگر
دیکھا جائے کہ اربعہ متناسبہ کی روسے فی حمام ہر روز کیا تعداد پڑتی ہی تو معلوم ہوگا کہ
ہر روز فی حمام ایک کتاب کا بھی پرتہ نہین پڑتا بلکہ نصف کتاب سے متجاوز نہین ہوتا
یا تو حمام ایسے مختصر تھے کہ ایک دن کے لیئے ایک کتاب بلکہ نصف کتاب کافی ہوتی
تھی۔ یا کتابین اس قدر ضخیم تھین کہ ایک کتاب کا آدھا حصہ حمام کے لیئے سارے
دن ایندہن کا کام دیسکتا تہا۔

یہہ بھی مسلم ہی کہ اوس زمانہ مین کتابین چمڑےکے کاغذ پر لکھی جاتی تہین جو ایندہن کا
کام نہین دیسکتا تہا۔ اسلیئے کتابون کا اس کام کے لیئے استعمال کرنا اور بھی بیہودہ
معلوم ہوتا ہی۔ ڈریپر صاحب لکھتے ہین کہ ہمکو یقین ہی کہ اسکندریہ کے حمام والے
جبتک کوئی اور شئی جلانے کے لیے پاسکتے تھے انہون نے چمڑے کا کاغذ
(جسپر کتابین لکھی تہین) نہین جلایا ہوگا اور ان کتابون کا بہت بڑا حصہ چمڑے
ہی کے کاغذ کا بنا ہوا تہا"۔

اس قصہ کے گھڑنیوالون نے یہ قصہ مسلمانون کے بدنام کرنیکے لیئے گڑھا لیکن اونکو یہ خیال

نہ آیا کہ اوسکی وجہ سے مسلمانون سے زیادہ عیسائی موجب الزام ٹھہرتے ہین عمرو بن العاص نے بفرض محال اسقدر کیا کہ کتابین حمامون مین بھجوادین۔ لیکن حمام والے جسقدر رہتے عیسائی تھے وہ کتابون کو بچا سکتے تھے اور بچا رہے اوسکے اور اپنے ذہن سے کام لے سکتے تھے۔ عمرو بن العاص نے اسکے بعد اسکندریہ مین چھہ مہینہ تک قیام بھی نہین کیا تھا کہ اونکی بازپرس کا ڈر ہوتا۔

اگرچہ یہہ سرسری اور عام فہم قیاسات واقعہ مفروضہ کے ابطال کے لیئے کافی ہین لیکن زیادہ تدقیقات سے اوربھی اوسکی رہی سہی قلعی کھلجاتی ہے۔ اس واقعہ کو اگر ہم درایت کی نگاہ سے دیکھنا چاہین تو ہمکو ان امور پر لحاظ کرنا ہوگا۔ اسکندریہ پر کسطرح اور کن شرائط کے ساتھہ قبضہ کیا گیا؟۔ اس حیثیت سے اور ممالک جو فتح ہوے وہان کیا برتاؤ ہوا؟ اس قسم کے موقعون مین حضرت عمر کا عموماً طرزعمل کیا تھا؟۔ عمرو بن العاص۔ کا ذاتی میلان اور مذاق طبیعت کیا تھا؟۔

اسکندریہ کے علمی خزانون کے آثار اسلام مین ملتے ہین یا نہین؟۔ ان مین سے ہر سوال کا جواب اس بحث کا کم و بیش فیصلہ کرسکتا ہے۔

یہہ امر تمام صحیح تاریخون سے ثابت ہے کہ اسکندریہ فتح ہونیکے بعد ذمیانہ عہد مین داخل ہوگیا یعنی وہان کی تمام رعایا ذمّی قرار دی گئی۔ فتوح البلدان بلاذری مین جو نہایت قدیم تصنیف ہے اور جسکا مصنف تمام واقعات اپنی سند و روایت سے بیان کرتا ہے لکھا ہے۔

ثم ان عمرو فتحها بالسیف وغنم ما فیہا واستبقی اھلہا ولم یقتل ولم یسبِ جعلہم ذمۃ	یعنی عمرو نے اسکندریہ کو تلوار سے فتح کیا اور غنیمت لوٹی اور وہاں کے لوگوں کو باقی رکھا اور قتل و قید نہیں کیا اور لوگوں کو ذمی قرار دیا

مصر وغیرہ کن شرائط کے ساتھ فتح ہوے

یہی الفاظ ابن الاثیر و ابن خلدون وغیرہ میں بھی ہیں۔

ذمیون کے جو حقوق قرار دیئے گئے تھے اون مین سب سے مقدم یہ تہا کہ اونکی جان۔ مال۔ نقد۔ اسباب۔ مویشی۔ مکانات وغیرہ سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا جائیگا۔ فارس و شام۔ کی فتوحات مین جو تحریری معاہدے ذمیون سے ہوے وہ تمام تاریخون مین منقول ہین اور سب مین اس حق کا خاص لحاظ رکہا گیا ہی۔ خود مصر کے معاہدے کے یہ الفاظ ہین

ھذا ما اعطے عمرو بن العاصی اھل مصر من الامان علی انفسہم ودمہم واموالہم وکنائسہم وصاعہم ومدھم وعددھم	یعنی عمرو بن العاص نے اہل مصر کو اونکی جان۔ خون۔ مال۔ صاع۔ مد کو امان عطا کی۔

معجم البلدان مین ایک اور صحیح روایت سے نقل کیا ہی کہ معاہدے مین یہ الفاظ یا مضمون داخل تہا۔

وان لہم ارضہم واموالہم لا یتعرضون فی شئی منہا یعنی اونکی زمین اور مال انہین کا رہیگا اور اون مین سے کسی چیز مین تعرض نہ کیا جائیگا"

ذمیون کے ساتھ حضرت عمر کا عام برتاو۔

اہل ذمہ کے ساتھہ حضرت عمر کا جو طرز عمل تہا اوسکی پوری تفصیل کا تو یہہ موقع نہین ہی لیکن اجمالاً اسقدر کہنا ضرور ہی کہ انہون نے ذمیون کی جان و مال کو ہمیشہ مسلمانون کی جان و مال کے برابر سمجہا۔ شہر حیرۃ مین ایک مسلمان نے ذمی کو قتل

کرڈالا تہا اوسکے بدلے مسلمان کے قتل کا حکم دیا اور اس حکم کی علانیہ تعمیل کرائی مفلس ذمیون کے لیئے بیت المال سے روزینے مقرر کیئے۔ فارس و شام کی تمام فتوحات مین گرجے اور معبد محفوظ رکہے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مرنے کے وقت جو تین وصیتین کین اونمین ایک یہہ تھی۔

اوصی الخلیفة من بعدی بذمة رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یوفی لہم بعہدھم وان یقاتل من ورائھم ولا یکلفوا فوق طاقتھم۔	میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہوگا اوسکے لیئے مین رسول اللہ کے ذمہ پر وصیت کرتا ہون کہ ذمیونکے معاہدون کو بجالائے اور اونکی حفاظت کے لیئے اونکے دشمنون سے لڑے اور اونکو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیجائے

یورپ کی متعصب مصنفین اگرچہ حضرت عمر کی شدت اور جبروت کے شاکی ہین لیکن اس سے انکار نہین کرسکتے کہ جسوقت جو کچھہ اونکی زبان و قلم سے نکلا وہ اوسیطرح برتا بہی گیا متعصب سے متعصب مورخین عیسائی۔ اونکی تمام زندگی کا ایک واقعہ بہی نہ بتا سکے جس مین اونکا عمل۔ قول کے مخالف تہا۔

جب یہہ مسلم ہے کہ اسکندریہ والے **ذمی** قرار دیئے گئے۔ اور ذمیون کے ساتھہ جو کچھہ حضرت عمر کا طرز عمل تہا وہ تفصیلاً معلوم ہی تو کیونکر ممکن ہے کہ اسکندریہ والونکی ایک بڑی یادگار (کتب خانہ) کو اس بیرحمی سے برباد کیا جاتا؟ کیا یہہ کتب خانہ مسلمانونکو گرجاؤن اور آتشکدون سے زیادہ ناگوار ہوسکتا تہا؟ تمام ممالک مفتوحہ مین جب سیکڑون ہزارون گرجے اور آتشکدے قائم رکہے گئے اور اونکی حفاظت کے لیئے تمام فرامین

مین یہہ خاص الفاظ لکھے گئے۔

لا یہدم لہم بیعۃ ولا کنیسۃ دخل المدینۃ ولا خارجہا۔	یعنی کوئی گرجا اور عبادتگاہ ڈہایا نجائیگا۔ نہ شہر کے اندر اور نہ باہر۔

تو کتبخانہ کی نسبت ایسا ظالمانہ برتاؤ کیونکر قیاس مین آسکتا ہی۔

سچ یہہ ہی کہ ابوالفرج کو (جو اس فرضی قصہ کا موجد ہی) جہوٹ بولنا بہی نہین آتا تہا وہ اگر اس واقعہ کو عین محاصرہ اور فتح کی حالت مین بیان کرتا تو قیاس مین آسکتا تہا کیونکہ حملہ و مقابلہ کا جوش کسی چیز کی پروا نہین کرتا۔ لیکن یہہ تسلیم کرکے کہ شہر کو امن دیدیا گیا اہل شہر ذمی قرار دیدیئے گئے۔ حملہ و معرکہ آرائی کا جوش تہم چکا اوسوقت ایسا ظالمانہ عمل۔ صرف ابوالفرج ہی کے قیاس مین جائز ہوسکتا ہی۔ پروفیسر سدیو نے اسی بنا پر ابوالفرج کے بیان کو ناقابل اعتبار سمجہا ہی۔ وہ لکھتے ہین کہ "جب یہہ تسلیم کیا جاتا ہی کہ فتح کے پہلے دہلہ مین شہر غارت نہین کیا گیا تو یہہ یقین کرنا مشکل ہی کہ ایسے وحشیانہ حکم کا اوسوقت حکم دیا گیا ہو جبکہ فاتحین کا خون سرد ہوچکا تہا"۔

عمرو بن العاص۔ کی قابلیت اور مذاق کا خود ابوالفرج نے اعتراف کیا ہی۔ چنانچہ وہ یحیی نحوی کے تذکرہ مین لکھتا ہی۔

عمرو بن العاص کا مذاق طبیعت۔

دخل علی عمرو وقد عرفت موضعہ من العلوم فاکرمہ عمرو وسمع من الفاظہ الفلسفیۃ اللتی لم تکن للعرب بہا	یعنی وہ (یحیی نحوی) عمرو کے پاس حاضر ہوا۔ عمرو نے اوسکے علمی مرتبہ سے واقف ہوکر اوسکی عزت کی۔ عمرو نے اوس سے فلسفیانہ الفاظ سنے جس سے عرب

السنّة ما هاله وكان عمرو عاقلاً حسن الاستماع صحيح الفكر۔ فلازمه وكان لا يفارقه۔	کبھی نوس نہ تھے اس لیے وہ اوسپر مفتون ہو گیا اور عمرو عاقل۔ خوش فہم صحیح الفکر شخص تھا اسلیے اوسنے یحیی نحوی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو کبھی جدا نہیں کرتا تھا

اب خیال کرو کہ ایسا قابل اور علم دوست شخص جسنے باوجود مذہبی جوش سے کے ایک عیسائی عالم کو اپنا رفیق و ہمدم بنا لیا ہو۔ اسکے ساتھہ اوسکو علمی مباحث بلکہ فلسفہ کا چسکا پڑ چکا ہو وہ اس بیرحمی سے مدت تک کتبخانہ کو برباد کرتا جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہین کر سکتا۔ مانا کہ وہ خود مختار نہ تھے لیکن حضرت عمر کو جو خط لکھا تھا اوسمین کتبخانہ کے لیے سفارش تو کر سکتے تھے۔ عمرو نے بہت سے کامون مین اکثر زور ڈالکر حضرت عمر سے اجازت حاصل کی تھی۔ مصر و اسکندریہ پر لشکر کشی کے لیے حضرت عمر کسی طرح راضی نہوتے تھے۔ عمرو نے اونکو مجبور کیا اور ذمہ داری کی کہ اوسکا فتح کرنا کچھہ مشکل نہین۔ اوس وقت حضرت عمر نے اجازت دی۔ بلکہ علامہ بلاذری (جو نہایت مشہور اور مستند مورخ ہی) کی روایت کے موافق عمرو بن العاص نے حضرت عمر کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور مصر کو روانہ ہو گئے۔ اور یہہ تو عموماً مسلم ہی کہ مصر و اسکندریہ کی فتح جس شرط پر ہوئی اور معاہدہ مین جو شرطین قلمبند ہوئین وہ بالکل عمرو نے اپنی راے سے لکھین۔ حضرت عمر کو اونکی اطلاع البتہ دی اور انھون نے اوسکو منظور کر لیا۔ کیا کتبخانہ کی نسبت عمرو بن العاص ایسا نہین کر سکتے تھے؟۔

اس سے زیادہ تعجب یہہ ہی کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی فتح کے بعد دریا

خلافت مین جو خط بھیجا اوسمین ایک ایک چیز کی تفصیل کی ہی چنانچہ فتح کے ذکر کے بعد
لکھا ہی کہ اُس شہر مین چار ہزار حمام - چار ہزار قصر - چالیس ہزار خراجگزار - یہودی -
چارسو شاہی سیرگاہین - بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی - موجود ہین" لیکن ان
تفصیلون مین ہمکو اپنے دوست ابوالفرج کے فرضی کتبخانہ کا کہین پتہ نہین چلتا -

تمام واقعات تاریخی پر غور کرنے سے حقیقت واقعہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اسکندریہ
مین جسقدر قدیم کتبخانہ تھے اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو گئے تھے -
جسکے اسباب واتفاقات مؤرخون نے بہ تفصیل لکھے ہین لیکن ان آفتون پر بھی علمی
آثار بالکل معدوم نہین ہو گئے تھے - اور ایک ایسے شہر مین جو سیکڑون برس تک دارالعلوم
رہ چکا تھا علمی یادگارون کا یکلخت معدوم ہو جانا ممکن بھی نہ تھا - چنانچہ زمانہ اسلام
سے کسی قدر پہلے اسکندریہ مین سات نہایت مشہور طبیب اور فلاسفر موجود تھے جنکے
یہہ نام ہین - اسطفن - جاسیوس - تادودسیوس - اکیلاؤس - انفیلاؤس -
فلادیوس - یحیی نحوی - ان سب مین یحیی نحوی نے زیادہ عمر پائی اور عمرو بن العاص
کے زمانہ تک زندہ رہا - اسکندریہ کے قدیم کتبخانے تو بہت پہلے برباد ہو چکے تھے
لیکن اخیر زمانہ مین جو علمی سرمایہ مہیا ہوا تھا وہ اسلام کی فتح کے وقت موجود تھا اور زمانۂ
مابعد تک بھی باقی رہا چنانچہ دولت عباسیہ کے زمانہ مین جب علمی یادگارونکی تلاش ہوئی تو
اسکندریہ سے معتدبہ ذخیرہ ہاتھ آیا - ہرون الرشید و مامون الرشید و متوکل باللہ
کے عمال جو شام - فلسطین - ایشیاے کوچک سائپرس سے مین فلسفی اور طبی تصنیفات

ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسی غرض سے اسکندریہ بھی گئے تھے اور بہت سی کتابین
حاصل کین۔ حنین بن اسحٰق نے لکھا ہی کہ جالینوس کی کتاب البرہان کی تلاش مین
مین جزیرہ و شام۔ فلسطین۔ مصر کے تمام شہرون مین پھرا یہانتک کہ اسکندریہ پہونچا
لیکن کتاب مذکور کا کہین پتہ نہ چلا۔ صرف دمشق مین اوسکے چند حصے وہ بھی بے ترتیب
ملے" حنین۔ کو اگرچہ اس کتاب کے ملنے مین اس وجہ سے ناکامی ہوئی کہ قدیم
کتب خانے اسلام سے پہلے ہی برباد ہوچکے تھے۔ لیکن زمانۂ مابعد کی تصنیفات جو
شروع اسلام تک محفوظ تھین تقریبًا کل ہاتھ آئین۔ جن سات حکیمونکا اوپر ذکر ہوا اونکی
تمام تصنیفات محفوظ ملین اور عربی زبان مین اونکے ترجمے کیے گئے۔ یحیٰی نحوی کی
کتابون کے ساتھہ زیادہ اعتنا کیا گیا چنانچہ اوسکی جسقدر کتابین عربی زبان مین ترجمہ
کی گئین اون مین سے چند یہہ ہین۔

یحیٰی نحوی کی تصنیفات۔

تفسیر کتاب قاطیغوریاس لارسطو۔ تفسیر کتاب انالوطیقا الاولی لارسطو۔ تفسیر کتاب
انالوطیقا الثانی لارسطو۔ تفسیر کتاب طوبیقا لارسطو۔ تفسیر کتاب السماع الطبیعی
لارسطو۔ تفسیر کتاب الکون والفساد لارسطو۔ تفسیر کتاب ما بال لارسطو۔ تفسیر کتاب
الفرق لجالینوس۔ تفسیر کتاب الصناعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب النبض الصغیر لجالینوس
تفسیر کتاب اغلوقن لجالینوس۔ تفسیر کتاب الاسطقسات لجالینوس۔ تفسیر کتاب
القوی الطبیعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب التشریح الصغیر لجالینوس۔ تفسیر کتاب العلل
والاعراض لجالینوس۔ تفسیر کتاب تعرف علل الاعضاء الباطنیۃ لجالینوس۔ تفسیر

کتاب النبض الکبیر لجالینوس۔ تفسیر کتاب الحمیات لجالینوس۔ تفسیر کتاب البحران لجالینوس
تفسیر کتاب ایام البحران لجالینوس۔ تفسیر کتاب منافع الاعضاء لجالینوس۔ تفسیر کتاب
تدبیر الاسحار لجالینوس۔ تفسیر کتاب المزاج لجالینوس۔ جوامع کتاب الترياق
لجالینوس۔ جوامع کتاب القصد لجالینوس۔ کتاب الرد علی برقلس۔ کتاب فی ان کل
جسم متناہ فقوتہ متناہیۃ۔ کتاب الرد علی ارسطو۔ کتاب الرد علی نطورس۔ شرح کتاب
ایساغوجی لفرفوریوس۔ انکے سوا اور بہی کتابین ہین جنکی تفصیل طبقات الاطبا و کتاب
الفہرست لابن الندیم مین ملتی ہی۔ اگر اسکندریہ کا کتب خانہ عمرو بن العاص کے زمانہ مین
برباد ہوا ہوتا تو سب سے پہلے یحیی النحوی کی تصنیفات برباد ہونی چاہیئے تہین جو
عمرو بن العاص کا ہمعصر اور بقول ابو الفرج کے کتب خانۂ مذکور کا مہتمم تہا۔

غرض مصر و اسکندریہ وغیرہ مین اسلام کے زمانہ تک جو سرمایہ محفوظ رہ گیا تہا وہ
ہرگز ضائع نہین ہونے پایا البتہ جو کچہہ اسلام سے پہلے تلف ہو چکا تہا اوسکو وہ
دوبارہ پیدا نہین کر سکتا تہا۔ ہمکو تاریخون سے اسبات کا بہی پتہ لگتا ہی کہ نہایت
قدیم زمانہ کی بہی کوئی چیز اگر زمانۂ اسلام تک کسی وجہ سے محفوظ رہ گئی تو وہ ہرگز برباد
نہین ہونے پائی بلکہ زمانہ مابعد مین نہایت قدردانی کے ساتہہ یادگار کے طور پر
اوسکو محفوظ رکہا گیا۔ ابن الہندی نے جو مصر کا رہنے والا اور علم اصطرلاب کا بڑا
ماہر تہا لکہا ہی کہ وزیر ابو القاسم علی بن احمد الجرجانی نے ۴۳۵ھ ہجری مین قاہرہ کے
کتب خانہ کا جائزہ لیا اور قاضی ابو عبد اللہ القضاعی و ابن خلق وراق کو حکم دیا کہ کتابون

کی فہرست تیار کرین اور جلدین جو خراب ہوگئی ہین اونکی مرمت کرائین۔ مین بہی اون دونون بزرگون کے ساتہہ اس غرض سے وہان گیا کہ اپنے مذاق کی کتابون کی سیر کرون چنانچہ صرف نجوم وہندسہ و فلسفہ کے متعلق جو اجزا تہے اونکی تعداد چہہ ہزار پانسو تہی۔ یہین مین نے تانبے کا ایک کرہ دیکہا جو بطلمیوس کے ہاتہہ کا بنا ہوا تہا مین نے اوسکی قدامت کا اندازہ کرنا چاہا تو حساب سے ثابت ہوا کہ دو ہزار دو سو پچاس برس کی مدت کا ہی۔ یہین مجہہ کو ایک اور کرہ ملا جو چاندی کا تہا اور جسکو ابو الحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لیئے بنایا تہا اوسکا وزن تین ہزار درم تہا اور تین ہزار دینار (پندرہ ہزار روپیے) کو خریدا گیا تہا۔"

بطلمیوس کے ہاتہہ کا بنا ہوا کرہ۔

اگرچہ ہمنے اس بحث کو مجتہدانہ اصول کے ساتہہ طی کر دیا ہی اور اس وجہ سے ہمکو اسکی کچہہ پروا نہین کہ یورپ کے مورخین ہمارے ہمزبان ہین یا نہین۔ تاہم تقلید پسندون اور بالخصوص اون لوگون کی تسلی کے لیئے جنکو یورپ کے ساتہہ نہایت حسن عقیدت ہی یہ کہہ دینا ضروری ہی کہ واقعہ مفروضہ گو ایک زمانہ مین تمام یورپ مین تسلیم کیا جاتا تہا لیکن جسقدر تاریخی تحقیقات کو ترقی ہوتی گئی اوسی نسبت سے اوسکی تصدیق کا زور گھٹتا گیا۔ یہانتک کہ حال کے مصنفین مین زیادہ تر اونہی لوگون کی تعداد ہی جو اوسکو غلط اور مشکوک واقعہ قرار دیتے ہین۔ آج تک اسقدر ہوا ہی اور امید ہی کہ وہ دن بہی آئیگا جب زیادہ غور اور تحقیق کے بعد تمام یورپ متفق ہوکر علانیہ کہدیگا کہ

مصرعہ ہمہ الزام اون کو دیتے تہے قصور اپنا نکل آیا۔

ضمیمہ

تمہید

کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کا ذکر اثباتاً یا نفیاً اگرچہ یورپ کے اکثر موٴرخون نے
کیا ہی لیکن جن مصنفون نے اسپر تفصیلی اور مستقل مضامین لکھے اور جو ہماری نگاہ
سے گذرے صرف تین ہین ۔ مسٹر وایٹ ۔ پروفیسر ڈساسی پروفیسر کریل ۔
پروفیسر ڈساسی کے آرٹکل کا خلاصہ بلکہ قریباً پورا آرٹکل ہمارے مضمون مین نقل
ہوچکا ہی ۔ باقی دو مصنفون کے مضمون کا بعینہ ترجمہ ہم شائع کرتے ہین جس سے
متعدد فائدے حاصل ہوسکتے ہین ۔

ا ۔ جو یورپین موٴرخ اس واقعہ کی اثبات کے درپی ہین اون مین سب سے مدلل اور
پرزور تقریر مسٹر وایٹ کی خیال کیجاتی ہی چنانچہ مسٹر کریچٹن نے اس واقعہ کے ثبوت
مین بڑے دعوی سے اونھین کا حوالہ دیا ہی ۔ اس لیے مسٹر وایٹ کے آرٹکل
کے ترجمہ شائع کرنے سے یہ فائدہ ہی کہ ہمارے ناظرین اندازہ کرسکین کہ مسٹر موصوف

۔نے اپنے دعوی کے ثبوت مین کیسی وہمی اور دور ازکار دلیلین پیش کی ہین۔ اس سے یہہ بھی ظاہر ہوگا کہ یہ واقعہ اسقدر بے اصل ہے کہ اوسکے ثابت کرنے مین بڑے بڑے مصنفین کو بالآخر عاجز اور درماندہ ہونا پڑتا ہی۔

۲۔ اسی کے مقابل پروفیسر کریل کے مضمون سے (جو اس واقعہ کے منکر ہین) ظاہر ہوگا کہ اس واقعہ کے نفی کے دلائل بمقابلہ ثبوت کے کسقدر قوی اور قابل اطمینان ہین۔

۳۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یورپین مؤرخون کے طرز استدلال سے واقفیت ہوگی جس سے ظاہر ہوگا کہ اونکا طرز بحث ایسا ہی جس سے بہت سی فضول اور بیفائدہ نئی بحثین پیدا ہوجاتی ہین اور اصل بحث اکثر ناختتم رہ جاتی ہی یعنی اونکا قطعی فیصلہ نہین ہوتا۔ چنانچہ یہ امر مسٹر وایٹ اور پروفیسر کریل دونون کی تحریر سے واضح ہی۔ اب ناظرین دونون مضمون نگارون کی تحریرون کو ملاحظہ فرمائین۔

مضمون

متعلق کتب خانۂ اسکندریہ بزبان جرمن

نوشتہ

وان لوڈف کریل *Van Ludaf Krell*

جسکو اونھون نے اجلاس چہارم اورنٹیل کانفرنس منعقدہ ستمبر ۱۸۷۸ع بمقام فلارنس پڑہا۔

مترجمہ

عالی جناب شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی بی اے۔ بی ایل۔ جیالوجسٹ۔ انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن۔

ہمیشہ سے اہل عرب کے ذمہ یہ شدید الزام لگایا گیا ہی کہ یہی تھے جنھون نے سنہ ۶۴۲ع مین اسکندریہ کو فتح کرنیکے وقت وہان کا عجائب خانہ اور اوسکے ملحق کتب خانہ کو جلایا۔ یہہ الزام عربون پر قائم کرنے والے خود مشہور عرب مورخین[1]

---

[1] اس جگہہ ہمارے لائق مضمون نگار نے عجیب غلطیان کی ہین۔ فرماتے ہین کہ یہہ الزام خود عرب مورخون نے

مثل عبداللطیف - مقریزی - حاجی خلیفہ وغیرہ کے ہین - یہہ مورخین اسقدر معتبر ہین اور اسلام کی کل تاریخ اور اسلام کی حالت ترقی کے بارہ مین اونکا بیان اسقدر معتبر ہی کہ اس خاص معاملہ مین اونکے بیان کو غیر معتبر سمجھنے کی جرأت نہین پڑتی - اور جب اسکے ساتھہ ہی اسلام کی مخالفت پر جو اونکو غیر مذاہب کے ساتھہ (خصوصًا اوائل مین) تہی غور کیا جاے تو اس واقعہ کے نہ یقین کرنیکی کوئی وجہ باقی نہین رہتی - خود حاجی خلیفہ لکہتا ہی کہ "اوائل سنین اسلام مین مسلمان بجز علوم عربی متعلقہ زبان عربی و قرآن و احکام قرآنی اور طب کے کسی علم کو اپنے مذہب کیواسطے خالی از خطر نہین سمجہتے تہے - اور اونکی اس علیحدگی کی وجہ ظاہرا یہہ معلوم ہوتی تہی کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کو اسی ذریعہ سے کل بیرونی اور خطرناک اثرون سے محفوظ رکہنے کی امید رکہتے تہے - اونکو یہہ خوف تہا کہ جسقدر زیادہ وہ اور علوم مین اپنے کو مشغول کرینگے اوسیقدر اونکے جدید مذہب مین فرق آویگا"

حاجی خلیفہ (جلد اول صفحہ ۷) صاف لکہتا ہی کہ "اونکو اپنے مذہب کا غلو اس قدر تہا کہ وہ کل کتابون کو جو عربی زبان مین نہین ہوتی تہین جلادیتے تہے" - یہ بیان اسلام کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸ لگایا ہی" حالانکہ آگے چلکر خود تسلیم کیا ہی کہ قدیم مورخین عرب مین سے اس واقعہ کا کسی نے ذکر نہین کیا ہی - عبداللطیف کو مشہور اور نامور مورخ بتاتے ہین اور اسی مضمون مین دوسرے موقع پر لکہا ہی کہ "عبداللطیف کوئی مورخ نہ تہا" حاجی خلیفہ و مقریزی نے جس طرح اس واقعہ کو لکہا ہی اوسکو ہم اپنے مضمون مین لکہہ آئے ہین ناظرین اوس موقع کو ملاحظہ فرمائین"

شبلی

تنگ خیالون کا کسیقدر متاخر کیون نہو (حاجی خلیفہ کا سن وفات ۱۰۶۵ھ ہی) تاہم اسمین شک نہین کہ یہہ اوس زمانہ کی پست خیالی کی ایک سچی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہی اور اس پست خیالی کا باعث مذہبی تعصب ہی۔

جہان کہین عربون نے اپنی سرحد سے قدم باہر رکہا انہون نے غیر ملکون کے علوم کو علی الخصوص ہی علوم کو نیست و نابود کر دیا اور حکم قرآنی کے بموجب اشاعت دین محمدی کے فرض کو ادا کیا اور اوس مذہب کی اشاعت مین جو کچہہ موانع پیش آیے اون سبکو دور کیا اور جہانتک اونسے ممکن تہا نعمت اسلام کو تمام عالم کیواسطے عام کرنیکی کوشش کی حکم قرآنی کے بموجب یہہ مذہب اسواسطے دنیا مین نہین آیا کہ محض اقوام عرب ہی تک جو کہ بہترین اقوام عالم ہین محدود رہے بلکہ اسواسطے آیا کہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہی ہو جاوے اور ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اس مذہب کی اشاعت مین جہاد کرے اور کل اون اعتقادات کو جو کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے خلاف ہون نیست و نابود کر دینے کی کوشش کرے[له]

اگرچہ مذہب کی تعلیم تو وہی ہی جیسا کہ اوپر لکہا گیا لیکن عمل مین اسقدر سختی نہ تہی اور فتوحات شام و مصر و ایران کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جزیہ کا دینا کفار کو موت اور غلامی سے نجات دیدیتا تہا۔ اور علی الخصوص یہود و نصاریٰ کے ساتہہ جو اہل کتاب مین سے تہے بہت زیادہ نرم برتاؤ ہوتا تہا۔

له افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب باوجود عربی دانی کے مسائل جہاد و اشاعت اسلام کے متعلق ایسے غلط اور مہمل خیالات رکھتے ہین۔ ذلک مبلغہم من العلم

بتدریج ابتدائی جوش کم ہوگیا اور کچھہ تو اصلی سمیا طبیعتی عقلمندی کا مقتضا ہوا اور کچھہ اعلی درجہ کے خیالات کا اثر لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اوس کتابی سختی مذہبی اور اوسکے عمل مین فرق ہونے لگا اور غیر مسلم مفتوحہ قومون کے ساتھہ برتاؤ مین رعایت ہونے لگی۔ بالآخر یہ دستور العمل کل ممالک مفتوحہ مین جاری ہونے لگا۔ اور طریقہ سلوک اسپر موقوف ہوگیا کہ کسی خاص سپہ سالار کو مفتوحہ اقوام کی نسبت خلیفہ کی طرف سے کس قسم کی ہدایت ملی ہی۔ خود خلفا اسقدر مختلف المزاج ہونے لگے اور اونکے مختلف زمانون مین مختلف اشخاص قسم کے پڑنے لگے کہ یہ ہرگز نہین کہا جاسکتا کہ عملاً قوم مفتوحہ کے ساتھہ بہت زیادہ سختی کیجاتی تہی۔ مثلاً خود خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے مزاجون مین کسقدر فرق تہا۔ ابوبکرؓ مین رحم اور جوش تہا۔ برخلاف اسکے عمرؓ سے زیادہ سخت اور شدت کے ساتہہ منصف اور راستباز شخص خیال کرنا مشکل ہی اور اونکو اسلام کی سلطنت مغربی کا بانی کہنا نہایت درست ہی۔ خود زمانۂ رسالت مین کل اسلام کی لڑائیون مین جس مین عمر موجود تہے بدر۔ مین اور خیبر مین انہون نے اپنی جوانمردی اور سپہسالاری کا ثبوت علی روس الاشہاد دیا۔ اور جسوقت ۱۳ھ مین ابوبکرؓ کے بعد اور اونکے خاص انتخاب کی بناپر وہ خلیفۂ اسلام ہوے تو اونکا پہلا کام نجران کے نصاریٰ اور خیبر کے یہودیون کو نکالنا تہا۔ رسالت مآب نے اپنی وفات کے وقت یہ خواہش بیان کی تہی کہ خود عربستان مین جو خاص مقام رسالت تہا سواے مذہب اسلام کے اور کوئی مذہب نہ رہنے پائے۔ پس اس اخیر وصیت نبوی کا پورا کرنا اونکے خلیفہ کا

پہلا فرض تہا۔ لیکن ابو بکرؓ نے پولیٹکل وجوہات سے اس وصیت کے پورا کرنے کا ارادہ نہین کیا۔ مگر عمرؓ نے اپنی خلافت مین پہلا کام یہی کیا اور یہود اور نصاریٰ عرب کو اپنے اصلی وطن سے نکال باہر کیا۔

(اسلام قبول کرنے سے پہلے جس شدت سے عمرؓ مخالف دین اسلام تہے اور خود رسالت مآب کے ساتہہ اونکو جسقدر دشمنی تہی (یہانتک کہ انہون نے ایک مرتبہ ارادہ کرلیا تہا کہ رسالت مآب کو شہید کرڈالین) اوسیقدر مشرف باسلام ہونیکے بعد وہ شدت کے ساتہہ طرفدار اور دوست اور حامی مذہب اسلام بن گئے۔ اور خود رسالت مآب عمرؓ کے اس جوش اور فریفتگی کی قدر کرتے تہے۔ عمرؓ کا یہہ جوش اسلامی اخیر تک قائم رہا اور جس سختی کا وہ خود اپنے ساتہہ برتاؤ کرتے اور جسطرح ہر قسم کی لذات سے اپنے کو محروم کرتے اوسی سختی کو وہ دوسرون کے ساتہہ بہی کام مین لاتے تہے۔ اونکے احکام کی تعمیل حرف بحرف واجبات سے تہی اور جب خود اونسے کوئی امر خلاف حکم خدا ہوتا تہا تو اپنے قصور کے قائل ہوتے تہے۔ اس مزاج کے آدمی سے ہم البتہ توقع کرسکتے ہین کہ اوسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلا دینے کا حکم دیا ہوگا۔ جسوقت اونکے نزدیک محض دین محمدی ہی (جسکی اشاعت کو وہ اپنا فرض سمجھتے تہے اور اور جس دین کو انہون نے نہایت سچائی سے قبول کیا تہا) ایک سچی چیز دنیا مین تہی تو اونکا یہہ بہی فرض تہا کہ اس دین کے مخالف جتنے مذاہب تہے اونکے نیست و نابود کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے۔ اور جسوقت ایک مجموعہ کتابون کا ایسا

موجود ہو جسمین دین اسلام کی کچھہ تعلیم ہو تو ایسے مجموعہ کے نیست و نابود کر دینے کو وہ لازم اور فرض خیال کرتے - پس کل واقعات تاریخی اسکی تائید کرتے ہین کہ ان مورخین عرب کا بیان درست ہو - لیکن اوسکے ساتھہ ہی یہہ بھی ہی کہ یہہ بیانات تاریخی جسوقت اونپر غور کیا جاوے نہایت مشکوک اور خلاف قیاس معلوم ہوتے ہین - اور اونپر ہرگز یقین نہین ہو سکتا -

اس واقعہ کا سب سے زیادہ تفصیلی بیان ابوالفرج کے مختصر الدول صفحہ ۱۸۰[1] مین ہی جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہی یہہ سب سے زیادہ تفصیلی بیان اس واقعہ کا ہی اور اسمین بھی اون کتابون کا ذکر نہین ہی جو اسکندریہ کے کتب خانہ مین تھین بلکہ اون کتابونکا ذکر ہی جو خزانہ شاہی مین محفوظ تہین - اور میوزیم کے جلانے کا تو اطلاق اس بیان پر کسی طرح نہین ہو سکتا -

غور کرنا چاہیئے کہ یہہ بیان اوس شخص کا ہی جو خود ایک سُریانی نصرانی تھا اور جو سُریانی اور نصرانی دونون زبانون مین لکھتا تھا اور جسکا زمانہ تیرہوین صدی کا وسط ہی - یعنی یہہ شخص اس واقعہ سے قریب چھہ سو برس مابعد تھا -

لیکن عمرو بن العاص کے محاصرۂ دیرینہ و بالآخر فتح اسکندریہ کا بیان اور پرانی تاریخون مین بھی (مثل بلاذری وغیرہ کے) موجود ہی اور ان تاریخون مین ہر ایک واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھہ لکھا گیا ہی مثلاً

[1] ہم اپنے مضمون مین چونکہ ابوالفرج کی پوری عبارت کا ترجمہ نقل کر چکے ہین اس لیئے اب جگہہ اوسکا دوبارہ نقل کرنا بیفائدہ تھا - ۱۲ شبلی النعمانی

اسکندریہ کی مردم شماری حماموں اور باغوں کی تعداد اور انکی پوری کیفیتیں۔ مقدار جزیہ جو قبطیون۔ نصاریٰ اور یہود سے مقرر کیا گیا وغیرہ وغیرہ امور نہایت بسط کے ساتھہ درج ہین۔ لیکن ان تاریخون مین مطلقاً کتب خانہ جلانے کا ذکر نہین پایا جاتا

ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کا ان قدیم تاریخون مین سے متروک ہونا نہایت عجیب امر ہے۔ کیونکہ فی الواقع اتنے بڑے کتب خانہ کے جلا دینے کو اگر عظیم الشان واقعہ نہ کہین تو کیا کہین۔ اگر مذہبی خیالات کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو خلیفہ عمر کے ایسے حکم کی تعمیل کو ایک نہایت فخر اور مباہات کی بات سمجھنا چاہیے۔ اور ایسے ایک واقعہ کا جسپر اسوقت کے مسلمان فخر کرسکین اور اوسکو ایک کار خیر سمجھین مطلقاً تاریخ مین متروک ہو جانا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ غرض ابو الفرج کے بیان کو مورخین قدیم عرب کے بیان فتح اسکندریہ سے مطلقاً مطابقت نہین معلوم ہوتی۔

محاصرۂ اسکندریہ چودہ مہینے تک رہا اور چونکہ سمندر کیطرف شہر بالکل کھلا ہوا تھا یونانی جہازون کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً فوج اور خور و نوش کی اشیا برابر آیا کرتی تھین۔ یہہ بھی تاریخ مین صاف لکھا ہے کہ جو اشخاص متمول اسکندریہ مین تھے انہون نے اپنا مال و متاع ان جہازون کے ذریعہ سے شہر کے باہر بھیجدیا۔ اور ان مین سے بہت لوگ خود بھی نکل گئے۔ اور باقی ماندہ عربون کے متواتر اور متوالی حملون کی تاب نہ لاسکے اور بالآخر شہر عربون کے ہاتھہ مین آ گیا۔

شہر مین داخل ہوتے ہی عرب سپاہیون نے سخت غل مچایا اور سب نے متفق اللفظ

ہوکر یہہ درخواست کی کہ باشندے بحیثیت غلامی کے اور کل اونکا مال و متاع بحیثیت غنیمت اون پر تقسیم کر دیا جاوے - لیکن عمرو بن عاص نے اونکی اس خواہش کو روکا اور اس امر کا فیصلہ خلیفہ عمر پر چھوڑا - خلیفہ کا رجحان رعایت کی طرف ہوا اور حکم دیا کہ علاوہ فی کس دو دینار ٹیکس کے اور محاصل زمین کے جو متعلق مال کے ہو شہر سے ایک علحدہ خراج بہی لیا جاوے اور اوسپر اکتفا کی جاوے اور باشندون کی جان و مال بالکل محفوظ رہین یہہ فیصلہ عمر کا بالکل حکم قرآنی کے موافق تہا - (دیکہو سورۃ التوبہ آیہ ۲۹) جس مین یہود اور نصاریٰ مفتوحین سے خراج لینے کے بعد اونکے کل حقوق ذاتی و مذہبی آزادی قائم رکہنے کا حکم ہے - نہایت قرین قیاس ہے کہ عمر کا جو اسقدر سخت تہے اس رعایت کو جائز رکہنے کا ایک باعث یہہ بہی تہا کہ چودہ مہینے کے محاصرہ کے بعد شہر کا فتح ہونا ایک بہت بڑا باعث خوشی اور مسرت کا ہوا تہا -

قدیم مورخون نے اس واقعہ کو نہین لکہا -

جسوقت کہ قدیم مورخین کا بیان اسطرح پر ہے اور جو یقیناً مبنی ہے شہادت پر معاصرین اور اون اشخاص کے جنہون نے ان واقعات کو بچشم خود دیکہا تہا تو اس بیان کی ہمکو بہت زیادہ وقعت کرنی چاہیئے بہ نسبت اون مابعد کے بیانات کے جو اوس سے اسقدر مختلف ہین کیونکہ قدیم مورخین کو جو روایات پہنچی تہین وہ بسبب قرب زمانہ کے زیادہ صحیح تہین اور اون مین کسی قسم کی تحریف نہین آنے پائی تہی اور پرانی روایات کا بہی صحیح طرح پر قلمبند کرنا ایک خاصہ ہے قدیم مورخین اسلام کا -

یہہ نہین کہا جاسکتا کہ مورخین قدیم کا سکوت اس وجہ سے مبطل بیانات مابعد نہین

ہو سکتا کہ شاید انہون نے کسی خاص غرض سے اور عمداً اتنے بڑے واقعہ کو چھوڑ دیا ہو۔ کیونکہ اسطرحپر ترک واقعات کا کرنا بالکل شان مؤرخین عرب ہی نہین بلکہ شان کل مؤرخین قدیم کے خلاف ہی۔

قدیم مؤرخون کا طرز تحریر۔

ان مؤرخین کے طرز تحریر پر اب ہم کسیقدر تفصیل سے غور کرینگے۔ انکے علم تاریخ مین سب سے نیچے کی سیڑھی کچھہ تو محض بڑی اور اہم واقعات ہم عصر کا قلمبند کرنا تھا اور کچھہ قومی شجرے تھے جنکو قدیم اقوام ابتدای زمانہ ہی سے نہایت ضروری اور باوقعت سمجھتے ہین۔ اس قسم کے شجرے اور اس قسم کے واقعات کی فہرستین خود بیبل ٹیکسٹ مین موجود ہین (مثلاً کتاب الاعداد مین ۳۳ ا۔ ۹۴ یہود کی فوج کے کل مقامات جہان انہون نے دشت مین قیام کیا) اور فی الواقع یہی شجرے اور فہرستین جڑ اور بنیاد تاریخ کی ہین۔

یہی قدیم فہرستین واقعات کی وہ رشتہ خام ہین جنکو مؤرخین نے اپنی تاریخون مین بُنا ہی لیکن اوس مین کوئی تغیر نہین آیا ہی اور ہمیشہ تار و پود تاریخ مین علٰحدہ اور متمیز طور پر یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ پُرانا مال ہی۔ دوسرے درجہ مین وہ زبانی روایات معاصرین ہین جو پشتہا پشت سے زبانی چلی آئی ہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئی ہین۔ اگر ان روایات کے راویون کے نامون کا ملنا کسی طرح بھی ممکن ہوا ہی تو انکو عرب مؤرخین قدیم نے نہایت اہتمام کے ساتھہ درج کیا ہی۔ اور اگر یہہ سلسلۂ روایات پورا ہی اور اسمین کی کوئی ایک کڑی بھی مفقود نہین ہوئی ہی تو پھر وہ روایت بالکل صحیح سمجھی جاتی ہی اگرچہ

اصل راوی اول جو ہمعصر تہا یا جسنے واقعہ کو بچشم خود دیکھا تہا کسی قدر غیر معتبر کیون نہو
اس اصلی واقعہ پر غور کرنا یا اصل راوی کے معتبر یا غیر معتبر ہونیکی تحقیق مورخین عرب ہرگز نہین
کرتے تہے ۔ اگر سلسلۂ روایات مین کہین اونکو اختلاف نظر آگیا اور وہ اختلاف بیان
اول سے کسی قدر متبائن کیون نہو تو اوسکو بہی وہ بیان اول کے ساتہہ ہی ساتہہ نقل
کر دیتے ہین ۔ اور کبہی یہہ نہین لکہتے کہ ان بیانات متبائنہ مین کونسا بیان زیادہ وثوق
کے قابل یا زیادہ قرین بصحت ہی ۔ اگر مادہ تحقیق اونکا بہت ہی جوش مین آیا (اور یہہ ایک
شاذ امر ہی) تو انہون نے ان بیانات کو لکہکر "واللہ اعلم" کا لفظ اوسکے بعد لکہہ دیا ۔

اگرچہ اس طریقۂ تحریر سے مورخین عرب کی وقعت من حیث المورخین المحققین ہماری
نظرون مین کم ہوجاتی ہی لیکن اوسکے ساتہہ ہی اون روایات کی جنکو انہون نے
درج کیا ہی اور جن مین مطلقاً کسی قسم کا تصرف ہونے نہین پایا ہی من حیث الواقعات
بہت زیادہ وقعت ہوجاتی ہی ۔ جن اقوال اور تحریرات کو انہون نے نقل کیا ہی اونکے
اصلی الفاظ تک مع تمام صرفی و نحوی غلطیون کے انہون نے قائم رکہنے کی کوشش
کی ہی ۔ اونکی کتابین ایک ذخیرہ ہین کچے تاریخی مادہ کا جسکے جمع کرنے مین کسی قسم
کی قوت امتیازیہ صرف نہین کی گئی ہی فی الواقع یہہ ایک مواد ہی جس سے چہان
بین کرنے کے بعد ایک شخص باتمیز سچی اور درست تاریخ تیار کر سکتا ہی ۔ جسکا نام
تاریخ لکہنا ہی وہ بالکل عربون مین پایا ہی نہین جاتا نہ فقط قدیم زمانہ مین بلکہ زمانۂ حال
مین بہی ۔ مثلاً **المقری** کو دیکھو جسکا زمانہ سترہوین صدی کے ابتدا مین ہی ۔

یہہ شخص بالکل خشک واقعات کا لکھنے والا نہ تھا بلکہ اسنے اسپین کے مسلمانون
کی پولیٹکل اور علمی ترقی کو بھی لکھنے کی کوشش کی ہی اور فی الواقع اوسکی تاریخ ایک خزانہ
ہی بے انتہا مختلف قسم کے واقعات سوانح اور اطلاعات کا جنکے جمع کرنے مین بیحد
محنت صرف کی گئی ہی۔ لیکن مقری بھی محض مؤلف ہی یہہ بات اوسمین بھی نہین ہی کہ اپنے
ماخذون کی چھان بین کرے اور اون مین سے اپنے طور پر ایک تاریخ پیدا کرے۔
پس اگر مورخین عرب کی نسبت اخیر زمانہ مین بھی مؤلفین کا لفظ استعمال کیا جاوے
تو یہہ لفظ مورخین متقدم کے اوپر بدرجۂ اولیٰ چسپان ہونا چاہیئے۔ اوائل اسلام مین
ایک بہت بڑا ذخیرہ اقوال اور روایات اور حکایات معاصرین کا موجود ہی جسکے جمع کرنے
مین بے انتہا محنت اور احتیاط صرف کی گئی ہی۔ خود زمانہ حیات حضرت رسالت مآب
کے واسطے تو **مالک** کا مجموعہ اور صحیحین بخاری و مسلم موجود ہین اور اونکے بعد کے
واقعات اور فتوحات اسلام کیواسطے تاریخ **طبری** ہی جسکے مصنف نے ۳۱۰ھ ۹۲۲ء مین بغداد مین وفات
پائی یہ تاریخ طبری ایک مجموعہ ہی مختلف روایات (بعض صورتون مین ایک دوسرے سے متباین) اور اقوال معاصر
کا مع اسمائے رُواۃ جنسے یہہ مختلف روایتین منقول ہوئی ہین۔ اسکے بعد ابن اثیر نے اسی کو اپنا
ماخذ بنایا۔ اگرچہ اوسنے کسیقدر روایات مین انتخاب کیا ہی۔ ابن خلدون نے
(۱۴۰۶ء) اس سے بھی زیادہ نقادی سے کام لیا اور محض اسی مواد کو اپنے طور پر اپنی تاریخ
مین شامل کیا اور ایسی روایات کو جو قرین قیاس نہین تھین خارج کر دیا۔ ابن خلدون نے
البتہ درست اور فلسفوی طریق پر تاریخ لکھنے کی کوشش کی اور فن تاریخ کے متعلق

عام اصول کو اوسنے نہایت خوبی سے اپنے طویل دیباچہ مین شامل کیا اور نفس
کتاب مین محض واقعات تاریخی سے بحث کی ہی۔

اب ہم پہر اوس واقعہ اسکندریہ پر واپس آتے ہین۔ خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو
بن عاص کا کتب خانہ اسکندریہ کا جلانا ان پرانی تاریخون مین نہین ہی اور جہانتک
مجہے یاد ہی یہہ واقعہ پہلے پہل عبداللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ سے پانسو برس بعد
لکہا مذکور ہوا ہی۔ اسکے بعد اسکو مورخین عرب نے برابر تکرار کیا ہی[1] اور ابوالفرج نے
سب سے زیادہ تفصیل سے لکہا ہی۔ عبداللطیف کا بیان نہایت مختصر ہی (دیکہو ترجمہ
ڈساسی کا صفحہ ۱۸۲) وہ اون آثار باقیہ کا ذکر کرتا ہی جو اوسنے اسکندریہ مین دیکہے اور
جنکا اوسنے تہوڑا تہوڑا بیان دیا ہی۔ وہ الفاظ جو اوسنے کتب خانہ کے جلانے کے
بارہ مین لکہے ہین یہہ ہین۔ "مین[2] خیال کرتا ہون کہ یہہ عمارت وہی مقام ہی جہان ارسطو
اور اوسکے بعد اوسکے تلامذہ درس دیا کرتے تہے اور یہی وہ مدرسہ ہی جسکو سکندر نے
شہر کی بنا ڈالتے وقت تعمیر کیا اور اسی عمارت مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن عاص نے
خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا"۔

سب سے پہلے اس واقعہ کا ذکر عبداللطیف نے کیا

یہہ بیان محض علی سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے کوئی خاص غرض نہین
پیدا ہوتی۔ یہ کسی خاص اصلی واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ ایک محض مشہور بات کا اعادہ

[1] مورخین عرب نے تکرار تو کیا اس واقعہ کا ذکر تک نہین کیا ہی ایک مقریزی ہی پر مورخین عرب کا لفظ صادق نہین آسکتا ۱۲ شبلی [2] عبداللطیف نے یروی کا لفظ لکہا ہی اوسکا ترجمہ تو یہ نہین ہوسکتا جو پروفیسر صاحب نے کیا ۱۲ شبلی

کر دیا ہی جسکو اوس زمانہ کے سیاحون نے بارہا لکھا ہی اور من قبیل اوسی قسم کے غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کے ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تہی - عبد اللطیف کوئی مؤرخ نہین ہی وہ محض ایک سیاح اور سفر نامہ لکہنے والا شخص ہی اور اوسکے سفر نامہ مصر مین جو کچھ تاریخی بیانات کہین کہین آگئے ہین اونپر ہمکو زیادہ وثوق نہین کرنا چاہیے - علاوہ برین خود اوسکے بیان مین غلطیان ہین کیونکہ ارسطو کبہی اسکندریہ مین نہین آیا اور میوزیم کا بنانیوالا بہی سکندر نہ تہا بلکہ بطلیموس لاگی نے اوسکی تعمیر کی تہی - عبد اللطیف سے کہین زیادہ وقعت ابو الفرج کی تحریر کو ہی کیونکہ یہہ شخص فی الواقع عربون کے مقیاس کے مطابق ایک بہت بڑا اور زبردست مؤرخ ہی[1] - علاوہ ایک بہت جید سُریانی دان ہونے کے اوسمین اور قسمونکی علمیت عقلمندی اور واقعات کے جانچنے اور انتخاب کرنیکی اعلی درجہ کی قابلیت ہی - اوسکی کتابین فلسفہ و تفسیر و مذہب و فقہ و صرف و نحو پر موجود ہین اور کل ان علوم مین اوسکی تصنیفات محض ایک سرسری واقفیت والے کی تصنیفات نہین ہین بلکہ ایک بہت ہی عالم اور محقق شخص کی -

عبد اللطیف کا بیان تاریخی حیثیت سے نہین ہی -

Ptolemaeus II. agr

اب ہمکو چاہیے کہ **ابو الفرج** (یعنی **جارجیس بار ہیبراٹیس**) کے حالات اور اوسکے سوانح اور زمانہ پر ذرا غور کرین - ابو الفرج ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تہا اور شہر ملیطن مین سنہ ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا - اوسنے اپنی اوایل عمر ہی مین

[1] ابو الفرج کی سریانی تاریخ تو ہمنے نہین دیکہی لیکن اوسکی عربی مختصر الدول ہمارے پیش نظر ہی جو محض معمولی درجہ کی تصنیف ہی ۱۲ شبلی

ابوالفرج کے مختصر حالات زندگی

ایک بہت مضبوط تعلیم یونانی - سریانی اور عربی زبانون مین پائی اور علاوہ اسکے عیسائی علم کلام تاریخ اور علم طب مین بہی استعداد حاصل کی - خود اوسکا باپ ترک مذہب کرکے عیسائی ہوچکا تہا اسواسطے ابوالفرج نے اپنے سن شعور ہی سے عیسائی مذہب کی تعلیم پائی - تحصیل علوم کے بعد سفرون اور سیاحتون کے ذریعہ سے اوسنے اور بہی اپنے علوم کو ترقی دی - اور بہت کم سنی ہی مین اوسکے ہموطن اوسکی بے انتہا عزت کرنے لگے - چنانچہ اکیس سال کی عمر مین وہ مقام گوبا کا جو اوسکے مولد سے قریب تہا بشپ مقرر ہوا - تہوڑے ہی دنون کے بعد وہ حلب کا بشپ ہوگیا اور اسکے بعد ہی موصل کی قریب کی خانقاہ مین آیا اور وہان اوسنے مافریان کا درجہ پایا - یہ درجہ یعقوبیون کے گرجے کا دوسرا درجہ ہے اور اوسکے اوپر پٹیریارک ہی کا درجہ باقی رہ جاتا ہے - اس عہدہ مین ابوالفرج کی حکومت ایشیاے کوچک کے بہت بڑے حصہ پر مشتمل تہی - مافریان کا عہدہ کل مشرقی عہدون مین بہت معزز اور باوقعت سمجہا جاتا ہے اور اس خاص زمانہ مین تو ہلاکو کی چڑہائیونکی وجہ سے اوسکے متعلقہ خدمات کا انجام دینا بہی ایک نہایت مشکل امر تہا - کیونکہ ابوالفرج کو کئی مرتبہ نصرانیون کی طرف سے اونکے حقوق آزادی کے لیئے ہلاکو کے پاس سفارتاً جانیکی ضرورت پڑی تہی اور ان سفارتون مین اپنی خوش تدبیری اور لیاقت کی بدولت اوسنے ہمیشہ پوری کامیابی حاصل کی - کہا جاتا ہے کہ اوسکا طبیب ہونا ہی ان کامیابیون کا بہت بڑا باعث تہا - ہلاکو کو اوسپر بے انتہا اعتماد تہا اور اوسنے نہایت کشادہ پیشانی سے نصرانیون کی آزادی کا فرمان

لکھہ دیا۔ لیکن اصل یہہ ہی کہ ابوالفرج کی ذاتی وجاہت اوسکا علم اور علی الخصوص علم مجلس اوسکی عزت اور توقیر کا باعث ہوا اور اوسکی وجہ سے مغلیہ عملداری کے نصرانیون کو بہی عزت حاصل ہوئی۔ لیکن باوجود اسقدر علم و فضل کے جسنے اوسکو اپنے معاصرین مین نہایت مشہور بنا رکہا تہا ابوالفرج کا بہی اپنے اوس زمانہ کے مہمل خیالات اور توہمات کی زنجیرون مین جکڑا ہوا ہونا اوسکی صورت وفات سے ثابت ہی۔

کہا جاتا ہی کہ ابوالفرج فن نجوم مین نہایت راسخ الاعتقاد تہا۔ اوسکی پیدایش اوسکا لیشپ ہونا اور اوسکا مافریان ہونا یہہ سب واقعہ عطارد اور زحل کے اقتران کے وقت وقوع مین آئے تہے اور اسواسطے اوسکا اعتقاد تہا کہ اوسکی وفات بہی انہین ستارونکے اقتران کے وقت واقع ہوگی۔ کیونکہ ان ستارون کے اثر کو وہ اپنی زندگی کے لیئے خاص سمجہتا تہا۔ حسب اتفاق اس اقتران سے کچہہ دنون پہلے ابوالفرج کو سخت بخار آگیا۔ اوسنے علاج سے مطلقاً انکار کیا اور کہا کہ ان ستارون کا اقتران میری موت کی خبر دیتا ہی اور فی الواقع وہ مر بہی گیا۔ سن وفات اوسکا ۱۲۸۶ع ہی۔

سب سے بڑی تاریخی تصنیف ابوالفرج کی اوسکی سریانی تاریخ کو سمجہنا چاہیئے۔ یہہ ایک کتاب ہی جسکو اوسنے بہت سی سریانی۔ عربی۔ فارسی اور یونانی کتابون سے نہایت تحقیق اور محنت کے ساتہہ لکہا ہی۔ اس بڑی کتاب کا جسمین دنیوی اور دینی تاریخین دونون جمع ہین اوسنے اپنے اخیر وقت مین ایک خلاصہ عربی مین لکہا جسکا نام تاریخ الدول ہی اور جسکو پوکوک نے ۱۶۶۳ع مین چہاپا۔ یہہ محض خلاصہ نہین ہی

یہہ واقعہ ابوالفرج کی اصلی سریانی تاریخ مین نہین ہی۔

بلکہ اس مین بہت سی چیزین ایسی ہین جو اصل سُریانی مین نہین ہین - آیا یہہ مقامات بعد
کے الحاق ہین یا خود ابوالفرج نے انکو بڑہایا ہی؟ بخوبی نہین معلوم ہوتا کیونکہ اس خلاصہ
کے کل نسخے ناکامل ہین - یہہ واقعہ اسکندریہ کے کتب خانہ جلانے کا بہی جو عربی
مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا -

اس واقعہ کے فقط عربی مین پائے جانے کی یہہ وجہ بیان کی گئی ہی کہ چونکہ عربی کو
ابوالفرج نے خاص مسلمانون کی ضرورت سے لکہا تہا اسواسطے اوسنے عربی خلاصہ
مین یہہ واقعہ بڑہا دیا کیونکہ اس واقعہ کا اثر مسلمانون پر بہت زیادہ پڑتا تہا - بہرحال اس
واقعہ کا اصل سُریانی مین نہوتا نہایت عجیب امر ہی اور اوس سے زیادہ تعجب خیز
یہہ امر ہی کہ یہہ واقعہ یوٹیکیس اور المکین کی تاریخون مین نہین پایا جاتا یوٹیکیس دسوین
صدی مین خاص اسکندریہ مین پیٹریارک تہا (اوسکی وفات کا ۹۴۰ سنہ ہی) اور اوسنے
اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکہا ہی - ہمین شک نہین کہ چونکہ وہ خاص
موقع واقعہ پر تہا اسواسطے اوسنے جن ذرائع سے اپنی تاریخ لکہی تہی وہ یقیناً متعدد
اور قابل اعتبار ذرائع ہونگے - وہ خود ایک عالم آدمی تہا اور اوسکی نظر مین اتنے
بڑے کتب خانہ کا تلف ہوجانا جسمین یقیناً بہت سی کتابین نصرانیون کے کام کی
بہی موجود تہین ایک نہایت اہم اور افسوسناک واقعہ تہا اور اوسکو کوئی امر مانع نہین تہا
کہ وہ مسلمانون کے اس کتب خانہ کو جلانے کا واقعہ تفصیل کے ساتہہ لکہتا -

قدیم عیسائی مورخون نے اس واقعہ کو نہین لکہا -

المکین بہی (جسکا زمانہ تین سو سال بعد تہا) نصرانی تہا اور اوسنے اپنی تاریخ مصر

مین لکھی - اوسنے بھی نہایت تفصیل سے اسکندریہ کی فتح کے واقعہ کو لکھا ہی لیکن
اوسنے بھی اس کتب خانہ کے جلانے کی بابت ایک لفظ تک نہین لکھا - یہ دونون
قدیم اور مابعد کے مورخ مقام واقعہ سے بہ نسبت ابوالفرج کے قریب تر تھے - کیونکہ
ابوالفرج نے اپنی کتاب ایشیاے کوچک مین تصنیف کی اور قیاس بھی چاہتا ہی
کہ اوسنے اپنے واقعات کو رومیون کی کتابون سے لیا ہی جنمین اسلام کی تاریخ
بہت کچھہ رنگی ہوئی ہی - موٴرخین رومی نے اپنے کو بالکل اسلام کا مخالف دکھایا
ہی اور وہ اسلام کو ایک نہایت عذاب کی نظر سے دیکھتے ہین - وہ سمجھتے ہین کہ
اونکا فائدہ اسی مین ہی کہ وہ اسلام کو جسقدر ممکن ہو وحشی حالت مین دکھاوین اور یہہ
بہت ہی قرین قیاس ہی کہ یہہ ساری کہانی کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کی
انہین موٴرخین رومی کی ایجاد ہی - یہہ بھی ممکن ہی کہ ابوالفرج نے ایک اور واقعہ کو جو
اوسکے بالکل مماثل ہی غلطی سے اسکندریہ کے بابت لکھہ دیا ہو - وہ واقعہ یہہ ہی
کہ جسوقت سعد بن وقاص نے خلیفہ عمر کے وقت مین ایران کو فتح کیا ہی تو بہت
سی فارسی کتابین اوسکے ہاتہہ لگین اور اوسنے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ کتابین
کیا کیجاوین اوسوقت خلیفہ نے یہہ جواب دیا کہ اونکو یا تو آگ مین ڈالدیا جاوے
یا پانی مین -

ابوالفرج کے بیان کی مبالغہ آمیزی -

اگر ابوالفرج کے اس بیان پر ذرا غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اوسمین نہایت
مبالغہ ہی - کہا جاتا ہی کہ چار ہزار حمام اس کتب خانہ کی کتابون سے چھہ مہینے تک گرم

ہوتے رہے ۔ یہہ تو بالکل قطب الدین کے اوس بیان کے مقابل مین رکہنے کے قابل ہی جو اوسنے ہلاکو کے وقت مین بغداد کے کتب خانہ کے نسبت لکھا ہی ہلاکو نے حکم دیا تہا کہ کتابین دجلہ مین ڈال دی جاوین اور اونکے ڈال دینے سے ایک پل بنگیا جسپر سے سوار اور پیدل گذرتے رہے اور اون کتابون مین سے اسقدر روشنائی دہلی کہ دجلہ کا پانی بالکل سیاہ ہوگیا۔

نہ فقط ابو الفرج کے بیان مین مبالغہ ہی پایا جاتا ہی بلکہ اوسکا بیان اور دوسری معتبر شہادتون کے خلاف بہی معلوم ہوتا ہی ۔ مثلاً عمرو نے جو خط خلیفہ عمر کو فتح اسکندریہ کے بارہ مین لکہا دیکہو (آرنلڈ کے منتخبات عربی صفحہ ۱۴۵ ۔ اور ایوالڈ کی تحریر جرمن اورنیٹل سوسیٹی کی روداد جلد ۳ صفحہ ۳۴۵) اوس مین یہہ عبارت ہی ۔ مین نے شہر کو فتح کرلیا اوسکی موجودات کی مین تشریح نہین کرسکتا لیکن اتنے بیان پر اکتفا کرتا ہون کہ اوس مین چار ہزار قصر مین چار ہزار حمام چالیس ہزار خراجگزار یہودی چار سو تماشا ہی سیرگاہین اور بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی۔ اسی خط مین یہہ بہی ہی کہ عربون نے شہر کو لوٹنا چاہا تہا لیکن عمرو نے اونکو اس سے باز رکہا اور خلیفہ سے ہدایت طلب کی ۔ خلیفہ نے بہی اس ارادہ کو ناپسند کیا ۔ کتب خانہ کے جلانیکا حکم ہرگز اس بیان کے ساتہہ مطابقت نہین رکھتا ۔ عمرو نے اپنے خط مین بہت سے عجائبات اور قیمتی چیزون کا جو اسکندریہ مین موجود تہین ذکر کیا ہی اور ایسا شخص جسکو خود ابو الفرج نے علم دوست سپہ سالار کہا ہی اتنے بڑے ذخیرہ کتب سے بالکل سکوت کرے

عمرو بن العاص کے مفصل خط مین کتب خانہ کا ذکر نہین ہی

خیال مین نہین آتا۔

یہہ کہا جا سکتا ہی کہ عمرو نے کتب خانہ کا حال کسی دوسرے خط مین خلیفہ کو لکھا ہوگا۔ لیکن عمرو اسکندریہ مین بہت تھوڑے دنون رہا اور اس قلیل زمانہ مین اتنی مہلت نہ تھی کہ اوسکو اوس دوسرے (مفروض) خط کا جواب خلیفہ کے پاس سے ملتا۔

پس یہہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا عربون کے فتح اسکندریہ کے وقت وہان کتب خانہ موجود تھا یا نہین؟ یہی سوال گبن نے بھی کیا ہی اور اوسنے بھی ابوالفرج کے بیان کو نہایت خلاف قیاس دیکھا ہی۔

اب ہم مختصر سی کیفیت اس کتب خانہ کی بیان کرتے ہین۔ اس کتب خانہ کا بانی بطلمیوس* اول الملقب بہ لاگی جسنے ایک بہت بڑا گروہ علما کا اپنے گرد جمع کیا تھا اور اسکندریہ کو ایک بہت بڑا مرکز علوم بنا دیا تھا۔ لیکن اوسکے عہد سلطنت مین اس کتب خانہ کی محض بنا پڑی تھی اور اوسکے بیٹے بطلمیوس* ثانی فلاڈلفس نے جسکا زمانہ تیسری صدی قبل مسیح ہی اوسپر اضافہ کیا اور میوزیم کو بھی نئی رونق دی۔ اس زمانہ مین یہہ میوزیم شہرۂ آفاق اور مرجع و ماوی تمام مشہور علماے عالم کا ہو گیا تھا اور تمام اقصاے عالم سے طلّاب علم و فلسفہ وہان آتے تھے حقیقت مین یہہ اوس زمانہ مین مشہورترین مدارس قدیم مین سے تھا اور اوس مین کل علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تھی۔ اگرچہ اوسکے بعد کے زمانہ مین بھی کئی مشہور مدارس اور دارالعلوم ہوے ہین مثلاً دارالعلوم نسیبس* و اڈیسیا جو یونانی اور سریانی علوم کے واسطے مشہور مرکز سمجھے جاتے تھے لیکن اونمین سے کوئی بھی کیا بلحاظ وظائف

Ptolemaeus I La.

کتب خانۂ اسکندریہ کی تاریخ۔

Ptolemaeus II Philadelphus

* Nisibis & Edessa

اور کیا بلحاظ شہرت اساتذہ اور نام آوری اسکندریہ کے مدرسے کو نہین پہونچتا ہی۔
کتب خانہ بہی ایک جزو اس مدرسہ کا تہا اور دونون کی ترقی روز افزون ہوتی گئی۔ ان
کتابون کی تعداد چار لاکھ سے لیکر سات لاکھ تک لکھی گئی ہی لیکن یہہ بیان مورخین متاخر کا
ہی اور انہون نے کوئی قابل اطمینان حوالہ اس تعداد کی نسبت نہین دیا ہی۔ علاوہ
اس کتب خانہ کے جو مدرسہ سے متعلق تہا اور بہی کئی کتب خانے اسکندریہ مین موجود تہے
مثلاً معبد سارپس Sarpis کا کتب خانہ جسکا نام سراپیم تہا اور جسکی بابت ٹرٹلین
Turtullian کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ تیسری صدی مسیحی تک موجود تہا۔
اسکے سوا کتب خانہ سیباسٹیم Sebastium اور کئی چہوٹے کتبخانے بہی تہے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سات لاکھ کی تعداد جو بیان کی گئی ہی وہ ان کل کتب خانون کی
مجموعی تعداد ہی۔

لیکن جہانتک خیال کیا جاسکتا ہی یہ شدومد اسکندریہ کے کتب خانہ کا سنو
برس سے زیادہ نہین رہا کیونکہ دوسری صدی قبل مسیح کے نصف دوم ہی مین
یورجیٹس ثانی Euerjetes II کے زمانہ مین علما اور دیگر اہل کمال لوگ اسکندریہ سے نکال
دیئے گئے تہے اور اسکی وجہ سے مدرسہ مین بہی جو بالکل کتب خانہ کا ایک جزو تہا
اور جسکی ساری عظمت ان علما سے تہی زوال آگیا تہا۔

خود یورجیٹس ثانی Euerjetes II نے اپنی پہلی غلطیون پر متنبہ ہوکر اخیر مین
علم کیطرف توجہ کی اور صاحب تصنیف ہوگیا یعنی ایک کتاب علم حیوانات پر لکہی اور

ہومر Homer کی نظم کو جمع کیا۔ اوسنے علما کو واپس بلانیکی کوشش کی لیکن کوئی آنے پر راضی نہوا فقط ارسٹارک Aristarch جو ایک مشہور شخص اور اوستاد یوڑجیٹیس کا تہا اسکندریہ مین باقی رہ گیا اور علمی شغال مین مصروف رہا۔ یوڑجیٹیس ثانی سے جولیس سیزر Julius Caesar تک جو سو برس کا زمانہ ہی تاریخون مین حال کوئی پتہ اس مدرسے کا نہین پایا جاتا ہی۔ جیولیس سیزر کے زمانہ مین اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ ۴۸ قبل مسیح مین میوزیم مین آگ لگ گئی تہی اور بہت بڑا حصہ کتابون کا اس آگ سے تلف ہوگیا تہا۔ اسٹرابو Strabo نے جو اس واقعہ کے بئیس برس بعد یعنی ۲۴ قبل مسیح مین اسکندریہ گیا ہی وہان کی کل چیزون کو نہایت تفصیل کے ساتہہ لکہا ہی لیکن اوسنے کتب خانہ کا ذکر تک نہین کیا ہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اون نقصانات کی جو آگ کے سبب سے کتب خانہ مین واقع ہو گئے تہے اوسوقت تک بخوبی تلافی نہین ہوئی تہی لیکن اس تلافی کا آگے چلکر ہو جانا اس سے ثابت ہی کہ سیوٹن Suetin اپنی کتاب سوانح دیاکلیشین Diocletian مین لکہتا ہی کہ اس بادشاہ نے اطالیہ کے کتب خانہ کی ضائع شدہ کتابونکی تجدید بذریعہ نقول کتب خانہ اسکندریہ سے کرلی تہی۔ رومی شاہنشاہون کے وقت مین سنین ترقی و سنین تنزل ایک دوسرے کے بعد آتے گئے۔ کاراکلا Caracella نے جو تباہی اسکندریہ پر ڈہائی تہی اوسکی تلافی الکزنڈر سیورس Severus نے کی اور مدرسہ کو از سر نو چمکایا اور سیویڈاس Suidas کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ ۳۹۰ء تک بہی میوزیم موجود تھا

لیکن سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اسوقت تک تاریکی مین پڑا ہوا ہی ۔
یہہ تو معلوم ہی کہ سراپیس کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تھا سنہ ۳۸۹ع مین
تھیوڈوسیس اعظم Theodosius the Great کے وقت مین ایک نصرانی گرجا بنا
دیا گیا تھا ۔ آیا اس تبدیل کے وقت تک وہ کتب خانہ وہان موجود تھا یا ضائع
ہوگیا تھا ۔ یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہوگئی تھین مطلق معلوم نہین ہوتا ۔

یہہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین قیاس ہی کیونکہ تھیوڈوسیس
ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین قسطنطنیہ مین قائم کیا وہ زیادہ تر مصر
اور ایشیاے کوچک کی کتابون سے بنا ہوا تھا ۔

جب کل واقعات متعلقہ تاریخ کتب خانہ اسکندریہ پر غور کیا جاوے تو یہی
نتیجہ نکلتا ہی کہ جس وقت عربون نے اسکندریہ کو فتح کیا ہی اوس وقت اس مشہور
و معروف کتب خانہ کا جسکی شہرت اسقدر قدیم زمانہ مین تھی اور جسنے اوس زمانہ
کی اشاعت علوم مین اسقدر مدد دی تھی کوئی حصہ باقی نہ تھا اور اگر تھا بھی تو بہت
ہی تھوڑا حصہ تھا ۔ اقوام اور امم کی ترقی مین وہ قوت جاذبہ جو ہر چیز کو مرکز کیطرف
کھینچتی ہی اور ساری ترقیون کو کسی ایک مرکز پر جمع کر دیتی ہی اور قوم کے دور
افتادہ اجزا کو بہت ہی ضعیف طور پر مرکز سے ملاتی ہی اور زوال قوم مین تعجیل پیدا
کرنے کا ایک بہت بڑا سبب بنجاتی ہی اس خاص موقع پر مصر و ایشیا مین بھی
موجود تھی ۔ یہہ نہایت قرین قیاس ہی کہ مصر کا دور سے دور کا حصہ بھی اس

مرکز علوم اس دار السلطنت کو اپنا علمی خراج بھیجنے پر مجبور تھا - اور یہی سعی بلیغ ان
اقطار دور و دراز کی تھی جسنے اسلام کی حیرت انگیز اور عالمگیر فتوحات کو (جو
ہر ایک خوانندہ تاریخ کے واسطے ایک پُر عبرت اور تعجب خیز واقعہ ہی) ممکن
کر دیا تھا - پیروان دین محمدیؐ نے بلا شک بہت سی باقیات صالحات زمانہ
قدیم کو نیست و نابود کر دیا لیکن اس مین بھی شک نہین کہ میری راے مین
یہہ الزام اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلانے کا ان پر لگانا بالکل جھوٹ اور افترا ہی

ترجمہ مضمون پروفیسر واٹ

جسکو

اونھون نے اپنی کتاب تاریخ مصر مین درج کیا ہی :-

عربی مین ایک مثل ہی کہ الحدیث ذو شجون - ایک ایسی تصنیف مین جسکا
موضوع تفریح طبع ہو جسقدر چاہین دور از مطلب مضامین کا ذکر کر سکتے ہین زیادہ
سنجیدہ مضامین کی کتابون یا زیادہ باقاعدہ قسم کی تصنیفات مین سے بھی دور از
مطلب مضامین کا بیان کرنا بالکلیہ خارج نہین کیا جا سکتا بشرطیکہ ایسے بیانات سے
مصنف کی راے کی تشریح و تائید زیادہ تر عمدگی سے ہو سکتی ہو - یعنی بشرطیکہ وہ
اس پیچ در پیچ راہ سے پڑھنے والے کو مقصد اصلی و غایت تحقیق تک پہونچا وے
کہ اوسکو خبر تک نہو -

اسی قسم کے تاریخی سلسلہ بیانات ہین جو ابو الفرج ہمیشہ اپنی ایک تاریخ مین جابجا بطور شاخ در شاخ مضامین کے بیان کیا کرتا ہی فیلوپونس نے جو ناکام کوشش کتب خانۂ اسکندریہ کے بچانے کی کی ہتی اور جسکا ذکر اس مصنف کے سوا کسی نے نہین کیا اوسکا حال ہمکو صرف اسی ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ اس مصنف نے بعض واقعات کو ضمنی طور پر بیان کرنیکا طریق اختیار کیا تہا اس عیسائی فلاسفر نے عمرو بن العاص سے جسکو (حضرت) عمر نے سپہ سالار فوج مقرر کیا تہا جو درخواست کی ہتی اوسکو اس عربی مورخ نے اسطرح تحریر کیا ہی[1]۔

مسٹر گبن لکھتا ہی کہ حضرت عمر کی کورانہ اطاعت کے ساتہہ تعمیل کی گئی۔ کاغذ یا چمڑے کی کتابین چار ہزار حماموں مین تقسیم کی گئین اور وہ کتابین اسقدر ناقابل یقین کثرت سے تہین کہ اس بیشبہا ایندہن کے جلانے کے لیے چہہ مہینے مشکل سے کافی ہوے۔ جب سے ابو الفرج کی تاریخ زبان لاطینی مین دنیا مین شائع ہوئی ہی یہہ قصہ بار بار منقول ہوا ہی۔ اور ہر مصنف نے زمانہ قدیم کی تصنیفات علوم و فنون کی بربادی پر جسکی کبہی تلافی نہوگی نیکدلی سے غصہ و ماتم کیا ہی۔ لیکن میرا ذاتی میلان استحکام کے ساتہہ اسطرف ہی کہ واقعۂ مذکورۂ بالا اور اوسکے نتائج دونون سے انکار کیا جاوے یہہ واقعہ حقیقت مین ایک اعجوبہ ہی۔ مورخ مذکور خود لکھتا ہی کہ **فاسمع ما جری واعجب**"۔

[1] اس عبارت کا بعینہ ترجمہ ہم اپنے مضمون مین نقل کر چکے ہین اس لیئے یہان اوسکا مکرر نقل کرنا بیفائدہ تہا۔ ۱۲ شبلی نعمانی

پہر آگے چلکر مسٹر گبن اس فقرہ پر ایک حاشیہ چڑہاکر لکہتے ہین کہ "یوٹیکس کی تاریخ اور المیسن کی تاریخ عرب مین اس قصہ کا پتہ لگانا عبث ہی۔ ابو الفدا و مرتدی (؟) و دیگر گروہ اہل اسلام کا سکوت چندان مفید قطعیت نہین ہی کیونکہ وہ عیسائیون کے لٹریچر سے جاہل تہے"۔

لیکن سب سے پہلے یہ دیکہنا ہی کہ آیا خود ابو الفرج کا بیان بہی مسٹر گبن نے صحیح صحیح نقل کیا ہی۔ یقیناً مورخ مذکور کے الفاظ سے یہہ نتیجہ نکالنا واجب ہی کہ یہہ کتابین شہر کے تمام چار ہزار حمامون مین جلانے کے لیئے تقسیم کی گئی تہین۔ یہہ کتابین خواہ کتنی ہی حمامون مین تقسیم ہوئی ہون ہر صورت مین ابو الفرج کی تحریر اور وہ معنی جو میری راے مین اوس سے مفہوم ہوتے ہین بجا ہین وہ یہ نہین لکہتا کہ چہہ مہینے جلنے کے لیئے بمشکل ناکافی تہے۔ ایسا لکہنا اصل بیان کو غلط سمجھکر اوسپر غلط حاشیہ چڑہانا ہی۔ عربی مورخ ابو الفرج کوئی بیان اس قسم کا نہین کرتا وہ صرف یہہ واقعہ بیان کرتا ہی کہ نصف سال مین کل کتابین جل چکی تہین لیکن وہ اس امر کی تصریح نہین کرتا کہ کسقدر حمامون کے ذریعہ سے اون کتابونکی بربادی عمل مین آئی۔ اسلیئے کتابون کی ناقابل یقین کثرت تو یک لخت جاتی رہی۔ اس تمام عرصہ مین جبکہ یہہ زمانہ قدیم کی یادگار بیش بہا کتابین بتدریج جلتی تہین کوئی خیال افسوس یا پشیمانی کا فاتحون کے دل مین پیدا نہوا نہ کوئی اس قسم کی خواہش پیدا ہوئی کہ اس گرانمایہ کتب خانہ کی باقیماندہ خزانون کو اب بہی تباہی و بربادی سے بچا لیا جائے۔ اس صورت مین ابو الفرج کا یہہ کہنا

بجا ہی کہ "فاسمع واعجب" ان جنگلیون کے بیرحم غضب اور وحشیانہ جہالت کو سنو اور تعجب کرو۔

ثانیاً اگر ہم مسٹر گبن کی یہہ بات تسلیم کرلین کہ اس عام واقعہ کی نسبت صرف ابوالفرج ہی کی شہادت ہی تو بھی اوسکی واقعیت کی نسبت مجھکو کوئی معقول شبہہ کرنیکی وجہ معلوم نہین ہوتی۔ بلکہ بطریق تنزل مین اس سے زیادہ تسلیم کرونگا۔ مین اسبات کو بھی مان لونگا کہ ابوالفرج نے سریانی تاریخ مین اس واقعہ کا بیان نہین کیا۔ حالانکہ جس زمانہ مین وہ واقعہ وقوع مین آیا اوس زمانہ کا اوسنے عام طور پر ذکر بھی کیا ہی۔

ان دونون عام تاریخون کی کیفیت جن مین سے ایک زبان عربی مین لکھی گئی ہی اور دوسری سُریانی مین بذریعہ دو کتابون کے جن کی حال مین اشاعت ہوئی ہی بخوبی بیان کی جاسکتی ہی۔

کچھہ عرصہ گذرا ایک کتاب شایع ہوئی تھی۔ بلحاظ اس امر کے کہ اوس کتاب مین واقعات کا نہایت سلیقہ سے انتخاب کیا ہی اور اونکو عمدگی سے ترتیب دی ہی اور ان واقعات کے ثبوت مین شواہد بیان کیئے ہین اور اس امر کی تحقیق مین کہ وہ نہین باہم ایک دوسرے کے ساتھہ کیا مناسبت ہی نہایت فراست ظاہر کی ہی اور تمام نتایج قواعد منطق کی سخت پابندی کے ساتھہ لگائے ہین اور اونکو دلیرانہ فصاحت سے بیان کیا ہی وہ کتاب نہ صرف اہل برطانیہ کی تعریف وشکریہ کی مستحق ہی بلکہ ہر شخص جو صداقت اور انصاف اور انسانیت کو دوست رکھتا ہی اوسکا شکریہ اور تعریف اوسپر واجب ہی

یہہ عالمانہ تصنیف تاریخ سیاست ملک برطانیہ کلان و فرانس ہی جو میرے فاضل دوست
مسٹر ہربرٹ مارشس نے جرمنی و انگریزی زبان مین لکھی ہی - انگریزی
ایڈیشن کی بنسبت مصنف مذکور یون لکھتا ہی کہ اس کتاب کو جو اہل برطانیہ کے روبرو
پیش کی جاتی ہی ایک معنی مین ترجمہ کہہ سکتے ہین کیونکہ یہہ کتاب ابتداءً زبان جرمنی مین لکھی
گئی تھی - لیکن جبکہ مصنف نے خود اس کتاب کو لکھا ہی اسلیئے اسکو اصل کتاب
کہلانے کا بھی اوتنا ہی حق ہی - درحقیقت یہہ کتاب لفظی ترجمہ نہین ہی بلکہ اوسی ایک
مضمون کو دوسری زبان مین تحریر کیا ہی اور اونھی پہلی سندون سے اوسکا ثبوت دیا ہی
مختلف مقامات مین نئے امور بھی اضافہ کیئے گئے ہین اور اونکی ترتیب مین چند
تبدیلیان کی گئی ہین علاوہ ازین جرمن مصنفون کے حوالے اور بعض فقرات جو اس ملک
کے پڑھنے والون کے لیئے ناقابل فہم تو نہین مگر غیر دلچسپ تو ضرور ہوسکتے ترک
کردیئے گئے ہین -

اس بیان سے کسی قدر اوس امر کی تشریح ضرور ہو جائیگی جو مین ابوالفرج کی دو
عام تاریخون کی نسبت جنمین سے ایک زبان سریانی مین ہی اور دوسری زبان عربی
مین کہنا چاہتا ہون - ان دونون تاریخون مین عام طور پر ایک ہی مضمون بیان کیا
گیا ہی لیکن جیسا مصنف نے اپنی دانست مین اوس قسم کے پڑھنے والون کے لیئے
جنکے لیئے اوسنے یہ کتاب لکھی کسی امر کو نہایت دلچسپ سمجھا اوسکے لحاظ سے کہین کہین
کچھہ امور اضافہ کیے گئے ہین اور کہین کہین فروگذاشت بھی ہوئی ہی - مثلاً متعدد واقعات

محاصرہ و فتح عکہ اور مختلف پیغامات جو رچرڈ شیر دل اور اوسکے فیاض حریف صلاح الدین
کے درمیان آئے گئے وہ شام کی تاریخ مین زیادہ تفصیل سے بیان کیے گئے
ہین۔ لیکن عربی تاریخ مین اونسے بالکل سکوت کیا گیا ہی۔ برخلاف اس کے
فلوپونس کا درخواست کرنا اور کتب خانۂ اسکندریہ کا جلایا جانا عربی تاریخ مین بیان
کیا گیا ہی۔ اور تاریخ شام مین اوسکا ذکر ترک کیا گیا ہی۔ اس قسم کی مثالین بیشمار ہین
اور ہر ایک شخص اسکا خود فیصلہ کرسکتا ہی۔ کیونکہ دونون تاریخین اصلی زبان مین مع
لاطینی ترجمہ کے پبلک کے روبرو موجود ہین۔
مجھے توقع ہی کہ اب آیندہ مسٹر گبن کا یہہ اعتراض کبھی نہ سنا جائیگا کہ جبکہ ایکطرف صرف
ایک اجنبی شخص کی تحریر ہی جسنے چھٹی صدی کے اخیر مین ملک میڈیا کے حدود مین
بیٹھکر کتاب لکھی اور دوسری طرف ایسے دو قدیم مورخون کا سکوت ہی جو دونون عیسائی
اور خاص مصر کے رہنے والے تھے اور انمین سے بطریق یوٹیکس نے جو زیادہ تر
قدیم ہی واقعات فتح اسکندریہ کو تفصیل سے بیان کیا ہی۔ اسلیئے ان دونون سخون کا ہی
پلہ بھاری رہتا ہی۔ جب خود ابوالفرج نے اپنی شام کی عام تاریخ مین عمرو کی سوانح عمری
بیان کی اور فتح اسکندریہ کا ذکر کیا اور باوجود اسکے کتب خانے کے جلایے جانے کا
ذکر نہین کیا بلکہ فلوپونس کا نام تک نہین لیا تو دوسرے دو مورخ بھی ایسا ہی کیون
نہین کرسکتے تھے؟ اہل علم مشرق کا جو علمی اور مذہبی پایہ ہی اور اوسکی سنجیدگی و تقدس
کی دو صفتون کی نسبت مسلمانون اور عیسائیون نے جو کچھہ متفق الرای ہوکر لکھا ہی

اوسکے لحاظ سے میری راے مین اگر وہ اپنی شہادت مین تنہا بھی ہو تب بھی اوسکی شہادت مسٹر گبن کی حقیر خردہ گیری کی نسبت بہت زیادہ وزن رکھتی ہی۔

لیکن ہم مسٹر گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرنے کی جرأت کرینگے یہہ دونون مورخ ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونیکی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا۔ اور وہ دونون مذہب اسلام کے نہایت سرگرم معتقد ہین میری مراد مقریزی اور عبد اللطیف سے ہی جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کا ذکر کرنے مین ہی متفق الراے نہین ہین بلکہ ہمکو ٹھیک ٹھیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تہا۔ کیونکہ منارون کا ذکر کرنے کے بعد جنکو عموماً پامپی کے منار کہتے ہین اور بعض قدیم عمارت کے کہنڈرات کا اس ملک لکھکر وہ یہہ لکھتے ہین کہ اس مقام پر وہ کتب خانہ تہا جو عمرو بن العاص نے ترک خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا تہا۔ اسلیئے مین یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو جلانا یا ٹھیک یون کہنا چاہیئے کہ برباد کرنا اور اوسکا اصل مقام ایسے طور پر محقق ہی کہ اوس مین کوئی نزاع نہین ہو سکتی ÷

تمّت